ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
پاکستان

16/19

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
مدیر مسئول
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور
مدیر اعلیٰ
مجاہد الحسینی

۲۳ رجب ۱۳۹۰ھ
۲۵ ستمبر ۱۹۷۰ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

ہدیہ ۲۵ پیسے

حدیث الرسول

ایمان اور اُس کی شاخیں

محمد سرور اسرار، کوٹ فتح دین

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَ سَبْعُوْنَ شُعْبَۃً فَاَفْضَلُھَا قَوْلُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَآءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ (مسلم۔ عن ابی ہریرہؓ)

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں ان میں سے افضل لا الہ الا اللہ کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستہ میں سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ، کانٹے وغیرہ) کا ہٹا دینا ہے۔ اور حیا بھی (ایک خصوصی) شعبہ ہے ایمان کا۔

اسلام کے دو شعبے ہیں (۱) ایمان، (۲) اعمال۔

ہم ایمان کو تنے اور اعمال کو شاخوں سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا حدیث پاک میں بتایا گیا ہے کہ ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں۔

عرب لوگ سَبْعُوْن کے لفظ کو کثرت اور مبالغہ کے لیے استعمال کرتے ہیں اس لئے بِضْعٌ اور سَبْعُوْن سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ ایمان کی بہت کثیر شاخیں ہیں۔ اس میں چھوٹے بڑے تمام اعمال کو شریک سمجھا جائے گا۔ اگر سَبْعُوْن کے لفظ کو حقیقی معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں۔ یعنی کہ اہم ترین اعمال کی ستر سے کچھ زائد تعداد ہے۔

بعض روایات میں ستر شاخیں مذکور ہیں۔ ان ستر کی تفصیل میں علماء کرام نے مختلف تصانیف فرمائی ہیں۔

امام ابو حاتم بن حبانؒ فرماتے ہیں کہ "میں ایک خاص مدت تک اس حدیث کا مطلب سوچتا رہا۔ میں عبادات کو شمار کرتا تو وہ ستر سے بہت زیادہ نکلتیں۔ احادیث کو تلاش کرتا اور حدیث شریف میں جن چیزوں کا ذکر ایمان کی شاخوں کے ذیل میں ہے ان کو شمار کرتا تو وہ اس عدد سے کم ہو جاتیں۔

میں قرآن پاک کی طرف متوجہ ہوا اور قرآن پاک میں جن چیزوں کو ایمان کی شاخوں کے ذیل میں ذکر کیا گیا ہے ان کو شمار کرتا تو وہ اس عدد سے کم ہو جاتیں۔

میں نے دونوں کو جمع کیا اور دونوں میں سے جن کو ایمان کا جزو قرار دیا گیا ان کو شمار کر کے جو چیزیں دونوں میں مشترک تھیں ان کو ایک عدد شمار کر کے میزان دیکھی تو دونوں کا مجموعہ مکررات نکال کر اس عدد (یعنی ستر) سے موافق ہو گیا۔ اور میں سمجھا کہ حدیث پاک کا مفہوم یہی ہے۔

حضرت خطابیؒ فرماتے ہیں "کہ اس تعداد کی تفصیل اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو معلوم ہے اور شریعت مطہرہ میں موجود ہے اور اس تعداد کے ساتھ تفصیل کا معلوم نہ ہونا کوئی مضر نہیں ہے۔

تمام محدثین عظام کی ایک جماعت نے ان کی تفصیل میں مختلف تصانیف چھوڑی ہیں۔

امام بیہقیؒ نے اس ضمن میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "شعب الایمان" ہے۔

اسی طرح حضرت شیخ عبدالجلیلؒ نے ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام بھی "شعب الایمان" رکھا ہے۔

حضرت ابو عبداللہ حلیمیؒ نے ایک کتاب اسی مضمون پر تصنیف فرمائی ہے جس کا نام "فوائد المنہاج" ہے۔

حضرت امام ابو حاتمؒ نے اپنی کتاب کا نام "وصف الایمان والشعبۃ" رکھا ہے۔

شراح بخاریؒ نے اس باب میں مختلف تصانیف سے تلخیص کرتے ہوئے ان کو مختصر طور پر جمع فرمایا ہے۔ــــ جن کا حاصل یہ ہے کہ "دراصل ایمان کامل تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔ (۱) دل سے جملہ امور کا یقین کرنا (۲) زبان کا اقرار و عمل (۳) بدن کے اعمال۔

اس بارے میں ایک عالم دین نے اندازہ لگا کر حسب ذیل نتیجہ برآمد کیا ہے:۔

قلبی اعمال ۲۴۔ قولی یا لسانی اعمال ۷
جسمانی اعمال ۳۸۔ کل میزان = ۶۹

اس طرح سے کل میزان ستر سے کچھ کم ہوتی ہے۔ اس لئے صحیح اندازہ یہی ہو سکتا ہے کہ ان کی تعداد ستر سے کچھ زائد ہے۔

حضرت زکریا صاحب مدظلہ نے اپنے رسالہ فضائل ذکر میں ان قسموں کی ایک لمبی چوڑی تشریح کی ہے۔

اسلام میں سب اعمال کا ثواب ایک سا نہیں ہے بلکہ نیکیوں کے مختلف مدارج ہیں۔ کسی کا ثواب کم اور کسی کا زیادہ اور اس کا دارو مدار مسلمان کی نیت، کوشش اور عمل پر ہے۔ مذکورہ حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثواب کے لحاظ سے افضل ترین عمل لا الہ الا اللہ کہنا فرمایا ہے کیونکہ دین کا مقصد ہی اعتراف توحید اور اعلان اعتراف ہے۔

یوں تو یہ چند الفاظ ہی ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اے عیسیٰؑ! اگر تمام کائنات کو ایک طرف رکھا جائے اور دوسری طرف اس کلمہ پاک کو تو یہ کلمہ تمام کائنات پر حاوی ہو جائے گا۔ اور اس کے متعلق بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر سو سال کا بوڑھا کافر بھی اس کلمہ کو صدق دل سے صبح کے وقت پڑھے اور قبل از ظہر انتقال کر جائے تو وہ جنت کا حقدار ہوگا۔

فرمایا کہ نیکی کا کمترین درجہ یہ ہے کہ اگر راستہ میں کوئی تکلیف دہ چیز نظر آئے تو اسے دور کر دے۔

دوسرے مقام پر فرمایا کہ ایک انسان پر دن میں ۳۶۰ صدقات ادا کرنے ہوتے ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ راستہ سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دینا بھی صدقہ ہے یہ ایک معیار ہے اور اس پر قیاس

باقی صـ۱۴ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۳ رجب ۱۳۹۰ھ
۲۵ ستمبر ۱۹۷۰ء

جلد ۱۶
شمارہ ۱۹

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

حکومت "حج پالیسی" کا اعلان کرے

پاکستان کے ممتاز عالم دین اور جریدہ بینات کراچی کے مدیرِ اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نے صدر مملکت کے نام ایک تار میں مطالبہ کیا ہے کہ حکومتِ پاکستان حج پالیسی کا فوراً اعلان کرے اور اس مقدس فریضہ پر عائدشدہ پابندیاں نرم کر دے تاکہ اہل اسلام کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں زیارتِ حرمین الشریفین سے مشرف ہونے کا موقع مل سکے۔

مولانا نے اپنے مطالبہ میں پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کی ترجمانی کی ہے اور صدرِ مملکت اس مطالبہ کی صورت میں سالہا سال سے حج کی سعادت کے لئے تڑپنے والوں کے دلوں کی دھڑکنیں سن سکیں گے انہیں لاتعداد مسلمانوں کی حسرتیں محسوس ہو سکیں گی۔ قارئین خدام الدین گواہ ہیں کہ ہم نے گذشتہ سال اس مسئلہ سے متعلق حکومت کی پالیسی کے بعض حصّوں پر بھرپور تنقید کی تھی نتیجۃً ۵۰ سال سے زائد عمر کے عازمین حج کو ۹۰۰ نشستیں مل گئی تھیں۔ علاوہ ازیں سفینۂ عرفات کے مسافر جو جدہ پہنچ کر بھی حج کی سعادت سے محروم رہ گئے انہیں اس دفعہ سرکاری کرائے پر لے جانے کا اعلان ہو چکا ہے۔ ہم اس مختصر سے شذرہ میں حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ:۔

۱۔ عازمین حج کی تعداد میں معقول اضافہ کیا جائے۔

۲۔ قرعہ اندازی کا طریقِ کار بدلا جائے اور سالہا سال سے ناکام رہنے والے عمر رسیدہ عازمینِ حج کی درخواستوں کو قرعہ اندازی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

۳۔ بونس واوچر سسٹم ختم کیا جائے۔

۴۔ اس فریضہ کی انجام دہی سے متعلق جملہ امور کی چھان بین کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے ـــــ جو پورٹ حج آفس۔ جہاز ران کمپنی انجمن خدام الحجاج۔ متعلقہ بنکوں، ایجنٹوں اور معلموں کی کارکردگی کا جائزہ لے اور ان مشکلات کی نشاندہی کرے جو ایک عام پاکستانی حاجی کو پیش آتی ہیں۔

آزاد کشمیر کے انتخابات

کشمیر اپنی خوبصورتی کی وجہ سے سامراجی طاقتوں کے حریص ہاتھوں کا شکار ہو کر اپنی مظلومیت کی انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ پاکستان طبعی، جغرافیائی سیاسی، جنگی اور مذہبی نقطۂ نظر سے اس خطہ کے ساتھ جس طرح مربوط ہے کوئی سچا پاکستانی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ ان رشتوں کی اہمیت کے پیشِ نظر پاکستان نے مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے انتہائی قدم اٹھانے سے بھی گریز نہیں کیا۔ حتیٰ کہ دو مرتبہ خود پاکستان کی سلامتی خطرے میں پڑ گئی تھی۔ پاکستان میں اس وقت کئی سیاسی جماعتیں موجود ہیں۔ ان کے منشور ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ ان کا ماضی ایک دوسرے سے مختلف ہے، ان کا حال ایک دوسرے سے الگ ہے، ان کے مستقبل میں بُعدالمشرقین ہے ـــــ کچھ سیاست دان برطانوی پارلیمانی نظام کو پاکستان میں لانا چاہتے ہیں۔ بعض امریکی صدارتی نظام کے حامی ہیں اور بعض چینی یا روسی نظام کو پاکستان کے استحکام کا ضامن قرار دیتے ہیں۔ غرضیکہ سیاسی میدان میں ہر کوئی مختلف نظریات کی اشاعت کرتا ہے۔ لیکن تمام جماعتیں اس پر متفق ہیں کہ وادیٔ کشمیر کے پچاس لاکھ مسلمان کشمیریوں کو بھارت کے ظلم و استبداد سے نجات ملے انہیں حقِ خودارادیت دیا جائے اور ان کی خواہش کے مطابق ریاست کا الحاق پاکستان کے ساتھ ہو۔ کشمیر کے معاملے میں اہل اسلام کے جذبات نازک ہیں ان کے نزدیک ہر کشمیری

مظلوم اور قابل رحم ہے۔

آزاد کشمیر کے صدر کا انتخاب ۳۰ اکتوبر کو اور اراکین اسمبلی کا ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو ہونے والا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وہاں ایسی حکومت قائم ہو جو اندرونی طور پر کشمیری عوام کے حقوق کی محافظ ہو۔ وادی کے مقہور باشندوں کی آزادی جس کا جزوِ ایمان ہو اور جو پاکستان کے مفادات کی بطریق احسن نگہداشت کر سکے — یہ حقیقت مسلّم ہے کہ آزاد کشمیر کی سیاسی جماعتوں میں چوہدری غلام عباس مرحوم کی مسلم کانفرنس سرفہرست ہے۔ ہم ایمانداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ . . . . . . یہ جماعت اپنے شاندار ماضی کی اساس پر ایسی حکومت قائم کرنے کی اہل ہے جو کشمیریوں اور پاکستانیوں کی آرزوؤں کی مظہر ہو۔ یہی وہ جماعت ہے جس کے رہنماؤں نے مسلم لیگ کے دوش بدوش آزادی کی جنگ لڑی اور کشمیر کے بعض بھارت نواز قائدین کی شدت سے مخالفت کرتے ہوئے کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کی تحریک چلائی۔ یہی وہ جماعت ہے جسے اپنے ماضی پر بجا طور پر فخر ہے۔ جس کے رضا کاروں نے ۵۲۰۰۰ مربع میل علاقہ اپنے دست و بازو سے آزاد کرا کے پاکستان میں شامل کیا۔

۱۳ ستمبر کو مسلم کانفرنس کی جنرل کونسل نے متفقہ طور پر سردار عبدالقیوم کو اپنا امیدوار نامزد کر کے انتہائی دانشمندی کا ثبوت دیا ہے سردار صاحب اس سے پیشتر بھی کشمیر کے صدر رہ چکے ہیں۔ ان کی ذات کشمیریوں اور پاکستانیوں میں یکساں مقبول ہے۔ ان کی بہادری، عزم و استقلال اور جاں نثاری ضرب المثل ہے۔ سردار صاحب کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے نیلہ بٹ کے مقام پر ۲۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ڈوگرہ راج کے خلاف پہلی گولی چلا کر ریاست کی آزادی کے لئے مسلح قدم اٹھایا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سارا علاقہ فتح کر لیا جسے آج آزاد کشمیر کہتے ہیں۔ سردار صاحب کے طریق کار، ان کے سیاسی نظریات اور ان کے افکار و خیالات سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن ان کی بہادری، ان کے خلوص اور مسئلہ کشمیر کے بارے میں ان کی دیانت دارانہ جد و جہد شک و شبہ سے بالا ہے۔ اس کا اعتراف ان کے سیاسی حریف بھی کر چکے ہیں۔ حتیٰ کہ کے، ایچ خورشید کے ایبڈو ٹربیونل نے ان کو تمام الزامات سے باعزت بری کیا اور ان کی بہادری کو علامہ اقبال کے ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ؎

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی

ایک مضمون کے مندرجات

ادارہ خدام الدین کی طرف سے کئے گئے اعلان کے مطابق حضرات قارئین کو اس بات کی اطلاع مل چکی ہے کہ راقم الحروف کی پھوپھی صاحبہ کا گذشتہ دنوں گوجرہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ والدین کے انتقال کے بعد مرحومہ نے ہی میری پرورش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

مرحومہ کے انتقال کی وجہ سے چونکہ راقم الحروف چونکہ لاہور دفتر خدام الدین میں حاضر نہ ہو سکا اس لئے میری عدم موجودگی میں مورخہ ۱۱ ستمبر کے شمارہ میں ایک مطبوعہ مضمون حضرت عثمان بن عفان رضؓ کے عنوان سے ایسا شائع ہو گیا جس کے بعض مندرجات صحیح نہیں ہیں۔ ادارہ خدام الدین کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ جن حضرات نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شانِ اقدس کے بارے میں جو نازیبا الفاظ استعمال کرنے کا انداز اختیار کر رکھا ہے خواہ وہ کسی کا بھی ہو ہرگز صحیح نہیں ہے۔ ہمارا ایمان اور عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام تمام گناہوں سے معصوم ہیں اور حضرات صحابہ کرام محفوظ — پھر جن (عشرہ مبشرہ) دس شخصیات کو حضرت خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے

(باقی صـ۱۷ پر)

مولانا محمد اکرم صاحب کا سانحۂ ارتحال

یہ المناک خبر سب کے لئے صدمہ کا باعث ہوگی کہ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ممتاز رہنما اور سلطان فونڈری لاہور کے حصہ دار مولانا محمد اکرم صاحب ۲۰ ستمبر بروز اتوار حرکت قلب بند ہونے سے لاہور میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۰

مولانا محمد اکرم جس خاندان کے چشم و چراغ تھے وہ اپنی دینداری، اسلام سے والہانہ شیفتگی اور حضرت رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ جاں نثارانہ عشق و محبت اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے امور میں تعلق و وابستگی کے باعث پورے ملک میں مشہور ہے۔ مولانا محمد اکرم صاحب کے برادرِ اکبر حاجی محمد اسلم صاحب گذشتہ سال بلڈ پریشر اور عارضہ قلب ہی کے باعث وفات پا گئے تھے۔ اور قریباً ایک سال بعد ان کے دوسرے بھائی مولانا محمد اکرم صاحب بھی اسی عارضہ میں مبتلا ہو کر داغِ مفارقت دے گئے۔

مولانا محمد اکرم صاحب مرحوم نے تھوڑے ہی اپنا جو دینی اور سیاسی مقام پیدا کیا محتاجِ تذکرہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سیاسی بصیرت و فراست کا حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔ مرحوم کی وفات سے دینی اور سیاسی حلقوں میں ایک زبردست خلاء پیدا ہو گیا ہے۔

مولانا محمد اکرم صاحب جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر صرف سیاسی خدمات ہی انجام نہیں دے رہے تھے بلکہ جامعہ حمیدیہ کے نام سے انہوں نے جدید تعلیم و تربیت کا ایک مثالی سکول بھی قائم کر رکھا تھا۔ تبلیغی جماعت میں بھی وہ گہری دلچسپی سے کام کیا کرتے تھے اور بزرگانِ دین کے ساتھ ان کی عقیدت و وابستگی والہانہ تھی۔

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب کی وفات پر ہم ان کے پسماندگان خصوصاً ان کی والدہ محترمہ، ان کے برادران حاجی محمد افضل، حافظ محمد اشرف، محمد ارشد صاحبان اور ان کے فرزندان عزیز محمد عباس، حافظ محمد ادریس، خلیل الرحمٰن اور دوسرے بچے بچیوں، ان کی بیوگان کے صدمہ اور غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر و تحمل کی توفیق بخشے۔ آمین یا الٰہ العالمین

(ادارہ)

مجلس ذکر

اگر جمعیۃ علماء اسلام برسرِ اقتدار آگئی تو ملک میں کوئی بھوکا نہ رہیگا

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم —— —— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ؛ اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ج وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ہ

(الانعام آیت ۱۶۲-۱۶۳)

ترجمہ: کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

بزرگانِ محترم و معزز حاضرین! یہ ہمارا اجتماع محض یادِ الٰہی کے لئے ہے، اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرنے کے لئے ہے۔

جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں کتنا عمدہ ارشاد ہے کہ ہمارا جینا مرنا، اٹھنا بیٹھنا، عبادت ریاضت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اور ہماری جانیں اللہ تعالےٰ نے لے رکھی ہیں جنت کے بدلے میں۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ ط (توبہ ۱۱۱) لیکن اس کے باوجود مال میرا نہیں، آپ کا نہیں، اس مالک نے دیا، کھاؤ، ذاتی ضروریات پوری کرو، جو زاید ہے وہ راہ خدا میں لٹا دو، صدقہ خیرات کے نام سے، زکوٰۃ کے نام سے، ہنگامی حالات میں امدادی فنڈ میں دے دو۔

میں چھوٹا سا تھا تو پہلی دفعہ جب دارالعلوم دیوبند گیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ گاڑی پر سوار کرانے کے لئے تشریف لے گئے، اندھیرا تھا ایک تانگے والا آ گیا۔ حضرتؒ نے گھڑی دیکھی تو ابھی نمازِ فجر میں ایک گھنٹہ تھا۔ فرمانے لگے پیدل ہی چلتے ہیں۔ آدھ گھنٹے میں اللہ اللہ کرتے ہوتے سٹیشن پہنچ جائیں گے اور تمہیں سوار کرا کے اطمینان سے شیرانوالہ مسجد واپس پہنچ کر نماز ادا کر سکتا ہوں۔ یہ جو چھ سات آنے اس تانگے والے کو دینے ہیں یہ کسی ایسے غریب کو دے دیں گے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو تاکہ اس کے گھر دال روٹی پک سکے —— یہ تانگے والا تو کسی اور سواری سے بھی کما لے گا۔ اگر یہ چھ سات آنے کسی غریب مسکین کے گھر چلے جائیں تو اچھی بات ہے یا یہ کہ میں تھوڑی دیر کے لئے تانگے میں سیر کر لوں؟ سامان بھی زیادہ نہ تھا۔ وہ مجھے بھی نہ دیتے، سر پر اٹھا رکھا تھا —— اندازہ لگایئے۔ یہ ہیں اللہ کے بندے، جتنا اپنی ذات کے ضروری ہو وہ تو رکھ لیتے ہیں۔ اور باقی زائد از ضرورت دوسرے حاجت مندوں کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ دوسری طرف وہ بھی ہیں کہ زکوٰۃ فرض ہے لیکن پائی نہیں دیتے عشر اور خمس ہی کے طور پر اربوں روپیہ آج تک زمینداروں کے حساب سے نکلتا ہے لیکن نہیں دیتے —— وہ بچارا غریب مسلمان تو زکوٰۃ دیتا ہے جس کے ذمے بیس پچیس روپے بھی نکلتے ہوں۔ ہماری والدہ مرحومہ نے اپنا زیور آدھا چھوٹے بھائی حافظ حمید اللہ کی اہلیہ کو دے دیا اور آدھا میری بیوی کو۔ ایک دفعہ اس زیور کی زکوٰۃ کا حساب کیا تو غالباً پندرہ روپے بنے یا تیرہ روپے بنے (اس زمانے میں) والدہؒ نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ اتنے روپے اتنے آنے زکوٰۃ بنی ہے۔ مطلب ان کا یہ تھا کہ آنے ہی دوں یا روپیہ پورا کر کے دوں؟ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تیرہ روپے کچھ آنے بنے ہیں تو تم لوگ چودہ پندرہ روپوں کے بجائے بیس روپے دو، ادھر ہمارے حساب میں رہے گا۔ اُدھر خیرات کے حساب میں چلا جائے گا تو وہ اچھا ہے۔ جو راہِ خدا میں دے دوگے۔ وہ دوگنا چوگنا ہو کر ملے گا۔ یہ تجارت اچھی ہے یا وہ تجارت؟

اب میں کہتا ہوں کہ یہ ہمارے ملک میں جو خوشحال اور صاحبِ ثروت لوگ ہیں اگر وہ سوچیں کہ اُن کی دولت یہیں رہ جاتی ہے اور اگر وہ احکام الٰہی کی پیروی کرتے ہوتے پائی پائی گن کر صدقات و زکوٰۃ دیں تو اس ملک میں چوری، ڈکیتی کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ اگر پاکستان بننے کے وقت سے لے کر آج تک اسلام کے احکام پر عمل ہوتا، حقدار کو حق ملتا رہتا تو آج یہاں نہ کوئی مزدور اپنی حالت زار پر روتا نہ ہی کوئی کروڑ پتی اور ارب پتی اس قدر فرعون ہوتا، نہ کوئی جھگڑے عدالتوں میں ہوتے، نہ ہی ایک ایک آدمی کے ذمے ایک ایک لاکھ روپے کی زکوٰۃ واجب الادا ہوتی، نہ ہی ایسے افراد معاشرے میں موجود ہوتے جن کو تین تین چار چار دن کے فاقوں کے بعد روٹی میسر آتی ہے۔ اسلام کے نظام کو دیکھئے کہ زکوٰۃ کے پیسے میں سے یا قربانی کی کھالوں میں سے نہ امام کو تنخواہ دی جا سکتی ہے نہ ہی مسجد کے اخراجات میں لگا سکتے ہیں۔ کیوں؟ کہ اگر مسجدوں میں زکوٰۃ کے پیسے لگتے تو پھر مسکین لوگ مر جاتے۔ اللہ نے زکوٰۃ کی مد ہی الگ بنا دی اور اس کا

مصرف بھی الگ بنا دیا۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان کے ایک لیڈر نے کہا تھا کہ مولویوں نے زکوٰۃ اپنی طرف سے بنائی ہوئی ہے۔ اصل میں زکوٰۃ کا مطلب ہے پاک صاف کرنا جیسے صاف کپڑے پہن کر نکلتے ہیں۔ صدیوں سے تو زکوٰۃ کا مفہوم سب کی سمجھ میں وہی آتا رہا جو اسلام نے بتایا اور اب اس بدبخت دور میں انگریز کے بوٹ چاٹنے والوں اور نوکری سے ریٹائر ہو کر قرآن اور دین میں تحریف کرنے والے اور مذاق اڑانے والے لوگوں نے اس طرح کی خرافات شروع کر دیں۔ زکوٰۃ کے معنی پاک کرنے کے تو ضرور ہیں مگر اپنے مال کو پاک کرنا مطلوب ہے۔ یہ نہیں ہے کہ یہ جانتے نہیں ہیں ـــــ جانتے سب ہیں، یہ محض دین کے ساتھ تمسخر کرنے کی غرض سے کرتے ہیں اور ایسے الفاظ کہتے ہیں کہ مولویوں نے زکوٰۃ کو اپنے آپ مقرر کر دیا ہے۔ کتنا بڑا الزام ہے ـــ! اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دے ورنہ سخت خون خرابے کا وقت آ رہا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ قوم اسلام کو اس کا صحیح مقام دے دے۔ اسلامی شعائر کی توہین سے باز آ جائے۔ اسلام اور علماء اسلام کے ساتھ تمسخر چھوڑ دے۔ اگر اب بھی اسلام کی بالادستی کے راستے میں اس طرح روڑے اٹکائے جاتے رہے اور اپنی من مانی ہی کی جاتی رہی تو پھر یاد رکھیے ملک میں خون خرابہ ہو گا جو ہماری قوم کے لئے نہایت ہی بدقسمتی کا وقت ہو گا۔

ملکی حالات نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ قوم کو بار بار اسلام کے نام پر دھوکہ دینے والوں سے بچائیں اور اس ملک میں شریعت کی ترویج، قرآن کریم کے دستور و قانون بننے اور اصلی کھرے اور صحیح محمدی اسلام کے نفاذ کے لئے ہم میدانِ عمل میں آ گئے ہیں کیونکہ اگر ہم اس وقت بھی خاموش بیٹھے رہے اور یہاں اللہ کا دین جاری و ساری نہ ہوا تو ہم بھی اللہ کے ہاں جواب دہ ہوں گے۔ ہمارے پاس دین ہے، قرآن ہے، پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) والا اسلام ہے، ایمان ہے، سب کچھ خدا کے فضل سے موجود ہے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارا مقابلہ ہے، بدھمت، ہندومت، عیسائیت، کمیونزم اور سوشلزم سے۔ نہ ان میں سے کسی کے پاس قرآن نہ پیغمبر، نہ خدا کا اتارا ہوا ابدی قانون، لیکن وہ کفر پر، شرک پر، خدا کی نافرمانی پر ڈٹے ہوتے ہیں، جو کہتے ہیں کر گزرتے ہیں، قول اور فعل میں تفاوت نہیں ہے۔ ہمارے ہاں یہ ہے کہ سب کہتے ہیں کہ نماز فرض ہے، پڑھتا کوئی نہیں۔ سب کہتے ہیں زکوٰۃ فرض ہے دیتا کوئی نہیں، سب کہتے ہیں کہ جہاد فرض ہے مگر اس کے لئے تیاری کوئی نہیں کرتا۔ سب جانتے ہیں کہ فحاشی اور بے حیائی کے اڈے یعنی سینما بنانا برا ہے لیکن روز بروز ان کی بہتات ہو رہی ہے۔ جہاد کی تیاری کے لئے کوئی فنڈ نہیں اور فلمیں آئے دن نئی سے نئی بن رہی ہیں جن پر کروڑہا روپیہ لگ رہا ہے۔ یہ قوم گناہ میں زیادہ تیزی سے حصہ لیتی ہے اور نیکی کی طرف قدم اٹھتا ہی نہیں ہے۔

اب آپ دیکھ لیجئے کہ سب کہتے ہیں قرآن، قرآن، قرآن لیکن عملی طور پر سب کورے ہیں۔ قسمیں کھانے کے لئے لوگوں نے قرآن رکھا ہوا ہے مگر علمی اور عملی طور پر قرآن سے سب دور ہیں۔ علماء اسلام قرآن پڑھتے بھی ہیں، پڑھاتے بھی ہیں، اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو عمل کرنے کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ اگر جمعیۃ علماء اسلام کو اقتدار مل گیا تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جتنے مل مالک ہیں ان سے اگر پاکستان بننے کے وقت سے لے کر اب تک کی زکوٰۃ ہی وصول کر لی جائے تو کوئی بھوکا نہ رہے گا۔ ہاتھ پھیلانے والا نظر نہ آئے گا۔ ان بنکوں اور ملوں کے مالکوں کو آج تک ایک پائی زکوٰۃ دینے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اگر اتنی سی بات سے قوم بھیک سے بچ سکتی ہے تو اسلام کے باقی محاسن کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔ قوم کو سود کی لعنت سے بچانے کی بجائے سودی کاروبار میں ملوث کر دیا گیا۔ امریکہ، برطانیہ، جاپان سب سے بے دریغ سودی کاروبار جاری ہے۔ اس سے بڑھ کر ہماری بدقسمتی کیا ہو گی کہ یہ مغربی ممالک ہمیں اگر بیس ارب روپیہ دے کر ہم سے اسی ارب وصول کر لیں۔ اقبال نے ٹھیک کہا تھا

ع عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے

پٹھان کو سودخور کے نام سے بدنام کر رکھا ہے، ہندو بھی سود کو سود ہی کہتا ہے اور ان مغربی اقوام نے سود کا نام رکھا ہوا ہے ایڈ (AID) اس سے بڑھ کر عیاری، مکاری اور دغابازی کوئی اور ہو سکتی ہے ـــ؟ دن دہاڑے یہ بے ایمان ہماری قوم سے عیاری اور مکاری کا معاملہ کر رہے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ جو مغربی ممالک ہمیں مفت کا گیہوں بطور ایڈ دیتے ہیں یہ مفت کا نہیں ہے بلکہ یہ تو مچھلی کو دریا سے پکڑنے کے لئے کنڈی کے ساتھ آٹا یا گوشت کی بوٹی لگانے والی بات ہے، وہ بچاری بھولی بھالی مچھلی اس کو اپنی خوراک سمجھ کر پھنس جاتی ہے۔ یہی حال ان عیار اور مکار مغربی ممالک کا ہے کہ سادہ لوح کو خوراک دیتے دیتے ان کے ضمیر ہی خرید لیتے ہیں۔ ہم بھی یہی سمجھتے رہے کہ یہ مفت گیہوں آ رہا ہے۔ مفت کہاں تھا؟ وہ تو ہمارا دین بھی اور ایمان بھی خراب کر گئے۔

گذشتہ دنوں جب پنڈی کے قریب ہوائی جہاز کا حادثہ ہوا تو اس کے اگلے ہی روز مجھے ہوائی جہاز سے پنڈی سے لاہور تک سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے تو اوپر سے کپڑا اوڑھا ہوا تھا جیسا کہ میری عادت ہے اور حکم بھی یہی ہے کہ غیر محرم کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی نہ دیکھو لیکن اتفاقاً دو تین نوجوان لڑکیوں پر جو نظر پڑی۔ تو میں نے سمجھا کہ یہ غیر ملکی ہوں گی۔ حالانکہ دوسرے مسافروں نے مجھے بتایا کہ یہ پاکستانی ہیں۔ میں حیران رہ گیا کہ ان اللہ کی بندیوں نے تو مغربی طرزِ معاشرت کی اس طرح تقلید کی ہے کہ شاید ان کو بھی مات کر دیا ہو ـــ

(باقی صـ۱۶ پر)

مسئلہ قادیانیت ایک نئے زاویے سے

(مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ)

جنوری کے دوسرے ہفتہ میں کانپور سے ایک نوجوان اس عاجز کے پاس آئے اور انہوں نے بتلایا کہ ان کے بعض عزیز قادیانی ہیں ——— اور دوسرے عزیزوں اور قرابتداروں سے بھی اس سلسلہ میں باتیں کرتے ہیں، جس کی وجہ سے اور لوگوں کے بھی گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ انہوں نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں اُن کے ساتھ چل کر انہیں سمجھانے کی کوشش کروں ——— مَیں نے ان سے کہا کہ جب آدمی کسی عقیدہ اور مذہب کو اختیار کر لیتا ہے۔ اور لوگوں کو عام طور سے اس کے متعلق یہ بات معلوم ہو جاتی ہے تو میرا عام تجربہ اور اندازہ یہ ہے، کہ پھر وہ ایک طالب علم اور متلاشیٔ حق کی طرح سوچنے پر تیار نہیں ہوتا۔ اور کسی بات پر انصاف اور سچائی کے ساتھ غور نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا حال یہ ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے عقیدہ اور مذہب کے خلاف خواہ کیسی ہی روشن دلیلیں پیش کر دی جائیں۔ لیکن وہ ان سے اثر نہیں لیتا اور اپنی بات پر قائم رہنا چاہتا ہے۔ اس لئے آپ کے جو عزیز قادیانیت اختیار کر چکے ہیں۔ ان سے تو مجھے کوئی خاص امید نہیں، لیکن جو لوگ ابھی قادیانی ہوئے نہیں ہیں۔ اور غور کرنا چاہتے ہیں۔ انشاء اللہ ان کے لئے میرا بات کرنا مفید ہوگا ——— بہرحال میں ان صاحب کے ساتھ کانپور چلا گیا۔ اور ایک مختصر نجی مجلس میں جس میں غالباً ۱۰، ۱۲ حضرات ہوں گے۔ اس موضوع پر گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس موقع پر قادیانیت کے متعلق ایک اصولی گفتگو کروں اور اس تحریک کے بارے میں غور کرنے کا میرے نزدیک جو صحیح، سیدھا اور آسان راستہ ہے بس اسی کو اس موقع پر پیش کروں ——— اس مقصد کے لیے میں نے خود مرزا غلام احمد قادیانی کی دو چار کتابوں کا ساتھ رکھ لینا کافی سمجھا تھا۔ اور وہ میرے ساتھ تھیں۔

جو گفتگو اس عاجز نے اس مجلس میں کی وہ بحث و مناظرہ کے طرز کی نہ تھی اور اس کی نوعیت وعظ و تقریر کی بھی نہ تھی، بلکہ ایک مجلسی گفتگو تھی۔ جس کا مقصد جیسا کہ عرض کیا صرف یہی تھا کہ جو لوگ قادیانیت کے بارے میں غور کرنا چاہیں۔ ان کے سامنے صحیح طریقہ اور سیدھا راستہ آ جائے ——— اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے۔ کہ اس نے قادیانیت کی حقیقت اور قادیانیوں کی گمراہی کو سمجھنا ہر اس شخص کے لئے بڑا آسان کر دیا ہے جو نیک نیتی اور ایمانداری سے سمجھنا چاہے۔ اور اس کے لئے صحیح اور سیدھا راستہ بھی اختیار کرے، نہ اس کے لیے بڑے علم کی ضرورت ہے اور بڑی ذہانت کی بلکہ معمولی سے معمولی عقل رکھنے والا آدمی بھی اگر سمجھنا چاہے۔ تو بفضلہ تعالیٰ خوب سمجھ سکتا ہے۔

چونکہ مختلف مقامات سے اس کی اطلاعات مل رہی ہیں کہ قادیانی تحریک جو ملک کی تقسیم کے بعد بلکہ اس سے بھی کچھ پہلے سے ہندوستان میں ختم سی ہو چکی تھی۔ اب پھر اس کو زندہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور ادھر چند مہینوں سے قادیانی مبلغین کچھ سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ اس لیے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ اس عاجز نے اس مجلس میں کہا تھا۔ اس کو قلمبند کر کے شائع بھی کر دیا جائے تاکہ قادیانیت کے بارے میں غور کرنے کا یہ صحیح اور سیدھا اور مختصر طریقہ زیادہ سے زیادہ عام مسلمانوں کے علم میں آ جائے اور اس نئے مذہب کی حقیقت کو سمجھنا سمجھانا لوگوں کے لیے آسان ہو جائے۔

اگر واقعہ یہ ہے کہ پروفیسر الیاس برنی نے (اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے) "قادیانی مذہب" لکھ کر قادیانیت کے سلسلہ میں کسی نئی تحریر اور تصنیف کی قطعاً ضرورت نہیں سمجھتا ——— لیکن یہ گفتگو چونکہ بہت مختصر ہونے کے ساتھ بہت زیادہ عام فہم اور اپنے مقصد کے لیے انشاء اللہ بالکل کافی وافی ہے۔ اس لیے اس کو شائع کرنا مفید معلوم ہوا۔ امید ہے اس کی روشنی میں غور کر کے ہر شخص یہ جان سکے گا کہ قادیانیت کتنی غلط اور مہمل چیز ہے۔ اور کسی شخص کا قادیانی ہونا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مسیح موعود وغیرہ ماننا دینی اور اعتقادی گمراہی کے علاوہ اپنی عقل اور انسانی شرافت پر بھی کیسا ظلم ہے۔

تکمیل دین اور ختم نبوت

اس گفتگو میں اس عاجز نے پہلے تکمیلِ دین اور ختمِ نبوت کے مسئلہ پر کچھ روشنی ڈالی تھی ——— لیکن چونکہ ماہ صفر کے الفرقان کے اس مضمون میں جو بعنوان "ختم نبوت اور قادیانی فتنہ" اس میں شائع ہوا ہے۔ اتفاق سے وہ سب چیزیں ناظرین الفرقان پڑھ چکے ہیں، جو اس موضوع پر میں نے اس مجلس میں کہیں تھی۔ اس لیے یہاں ان کو پھر تفصیل سے دہرانے کی ضرورت نہیں لے ——— تاہم کم از کم اجمالاً اور اشارۃً اتنا یہاں بھی بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اپنی گفتگو کے اس ابتدائی حصہ میں اس عاجز نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی تکمیل اور اس کی حفاظت کی ضمانت کے بارے میں قرآن مجید کا بیان اور تاریخ کی شہادت ذکر کرنے کے بعد اس چیز پر روشنی ڈالی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان دونوں باتوں کا اعلان فرما کر ہمیشہ کے لیے ہر نبوت کی ضرورت کے ختم ہو جانے کا اعلان فرما دیا۔ کیونکہ جب دین "الیوم اکملت لکم دینکم" کی شہادت کے مطابق بالکل مکمل ہو چکا اور اس میں اب کبھی کسی ترمیم اور اضافہ کی ضرورت نہیں ہوگی اور "انا لہ لحٰفظون" کے مطابق وہ جوں کا توں قیامت تک محفوظ ہی رہے گا۔ تو کوئی نیا نبی اب آئے کیوں! پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں صراحۃً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان بھی فرمایا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی حدیثوں میں جن کا شمار بھی مشکل ہے اپنی اس حیثیت کو صاف صاف بیان فرمایا کہ نبوت کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔ اور میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اور پھر پوری امتِ محمدیہ کا ہمیشہ سے یہی ایمان اور یہی عقیدہ رہا اور جس زمانہ میں کسی نے اپنے کو نبی کہا اس کے متعلق کبھی کچھ غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، بلکہ جس طرح خدائی کے

دعویداروں کو کذاب سمجھا گیا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو امت نے کذاب سمجھا۔

تکمیل دین اور ختم نبوت کے سلسلہ میں میں نے اس مجلس میں بس ان ہی چند پہلوؤں پر کلام کیا تھا۔ اور اس کا خلاصہ بس اتنا ہی تھا ـــــ جو حضرات ان چیزوں کی تفصیل معلوم کرنا چاہیں۔ وہ الفرقان بابت ماہ صفر کے محولہ بالا مضمون کی طرف رجوع فرمائیں ـــــ

اس عاجز نے اس مجلس میں یہ سب باتیں اسی تفصیل بلکہ اسی ترتیب کے ساتھ بیان کی تھیں۔ جس ترتیب و تفصیل سے چند ہی روز پہلے اپنے اس مضمون میں لکھ چکا تھا۔ چونکہ ناظرین الفرقان اس کو پڑھ چکے ہیں، اسی لیے یہاں صرف ان ہی اشارات پر اکتفا کرتا ہوں۔ البتہ ختم نبوت کے متعلق یہ اصولی بات کہنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی جانچ کے متعلق جو کچھ وہاں کہا تھا۔ اس کو تلخیص اختصار کی کسی کوشش کے بغیر اسی تفصیل سے درج کرتا ہوں اور وہی دراصل قادیانیت کے متعلق اصل بحث ہے۔

جو کچھ میں نے وہاں اس سلسلہ میں کہا تھا۔ اس کو پہلے سے ذہن میں مرتب کر لیا تھا۔ اور کاغذ پر بھی نوٹ کر لیا تھا اور اسی کی مدد سے اب اس کو قلمبند کر رہا ہوں۔

اگر تکمیل افادیت کے نقطۂ نگاہ سے کوئی ایسی بات لکھنا مناسب سمجھوں گا جو اس مجلس میں نہیں کہی تھی۔ تو انشاء اللہ موقع پر اس کو حاشیہ میں لکھ دوں گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی جانچ

مجلس کے حاضرین میں جو چند قادیانی حضرات تھے۔ میں نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

آپ حضرات کو جیسا کہ میری اب تک گفتگو سے معلوم ہوا واقعہ یہ ہے کہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا جزء ہے۔ لیکن میں تھوڑی دیر کے لیے اس سے صرف نظر کر کے کہتا ہوں کہ اگر بالفرض نبوت ختم نہ ہوئی ہوتی اور انبیاء علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ جاری ہوتا تب بھی مرزا غلام احمد جیسے کسی شخص کے نبی ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا ـــــ میں اس وقت آپ حضرات کے سامنے ۴ اصولی باتیں پیش کرتا ہوں۔ ان کی روشنی میں ہر شخص مرزا صاحب کو بڑی آسانی سے جانچ سکتا ہے اور میرے نزدیک قادیانیت پر غور کرنے کا یہی صحیح اور سیدھا اور آسان ترین راستہ ہے۔ یہ چار اصولی باتیں میں اس وقت آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ دو اور دو چار کی طرح بالکل بدیہی اصول ہیں۔

چار اصولی باتیں

پہلی بات (۱) میری پہلی اصولی بات جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا یہ ہے کہ ہر سچے نبی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے سے پہلے سب نبیوں کا احترام کرے اور دوسرے لوگوں کو بھی ان کے آداب و احترام کی تعلیم دے۔ کیونکہ ہر پیغمبر اللہ کا نائب اور اس کا نمائندہ ہوتا ہے۔ کسی پیغمبر کی اہانت اور ہتک کرنا کسی ادنیٰ درجہ کے مومن کا بھی کام نہیں لیکن مرزا غلام احمد کو ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے سچے اور جلیل القدر نبی سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بڑی غیر شریفانہ باتیں کہی اور لکھی ہیں چونکہ یہ مجلس بحث و مناظرہ کی مجلس نہیں ہے اور میں آپ حضرات کو قادیانیت کے متعلق غور کرنے کا صرف طریقہ اور راستہ بتانا چاہتا ہوں۔ اس لیے مرزا صاحب کی صرف ایک عبارت بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ وہ اپنی کتاب "دافع البلا" کے بالکل آخری صفحہ پر لکھتے ہیں۔

"مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ کے دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا، اور کبھی نہیں سنا گیا۔ کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا ـــــ یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے جسم کو چھوا تھا" یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام پر چند تہمتیں لگی ہیں ـــــ اول یہ کہ وہ شراب پیتے تھے۔ دوم یہ کہ وہ فاحشہ اور بدکار عورتوں سے ان کی ناپاک کمائی سے حاصل کیا ہوا عطر اپنے سر پر ملواتے تھے اور ان کے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اپنے بدن کو چھوواتے تھے۔ تیسرے یہ کہ بے تعلق جوان عورتیں ان کی خدمت کرتی تھیں۔

یہ ناپاک تہمتیں حضرت مسیح علیہ السلام جیسے پاک پیغمبر پر رکھنے کے بعد یہ شخص یہ بھی کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق حصور کا لفظ انہی قصوں کی وجہ سے نہیں فرمایا[۱]

یہ گندی باتیں جو اس شخص نے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہی ہیں مجھے معلوم نہیں کہ آپ لوگوں کا احساس ان کے متعلق کیا ہے، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ نبی کا مقام تو بہت بلند ہے کسی شریف اور نیک آدمی کے متعلق بھی ایسی باتیں کرنا یقیناً اس کی سخت توہین ہے۔ اور جس شخص میں ایمان کا کوئی ذرہ ہو وہ اللہ کے کسی پیغمبر کے متعلق ایسی گندی اور بے حیائی کی باتیں زبان سے نہیں نکال سکتا۔

قادیانی تاویل میں خود ہی آپ کو یہ بتلا دوں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو ایسی غیر شریفانہ باتیں اپنی کتابوں میں لکھی ہیں قادیانی حضرات ان کے متعلق عام طور سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ سب عیسائی پادریوں کے مقابلہ میں الزامی طور پر لکھا گیا ہے۔ لیکن یہ محض دھوکہ اور بناوٹ ہے۔ خصوصاً میں نے اس وقت جو عبارت پڑھ کر سنائی۔

---

[۱] یہ جو گندی ناپاک تہمتیں اس ظالم نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائیں یہ ان کو قرآن پر اور اللہ تعالیٰ پر بھی تھوپتا ہے۔ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہی باتوں کی وجہ سے ان کو قرآن میں حصور نہیں کہا کیونکہ حصور کے معنی ہیں اپنی خواہش نفس کو روکنے والا۔ سبحانہ و تعالیٰ عما یقولون علواً کبیراً۔ حالاں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن پاک میں حصور نہ کہنے سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ معاذ اللہ یہ گندے قصے اس کا سبب ہیں۔ تو پھر تو تمام جلیل القدر پیغمبروں حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور خود سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہ ظالم یہی کہے گا۔ کیونکہ قرآن مجید میں ان

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

درسِ قرآن

جسمانی اور رُوحانی نعمتیں

از: حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب ـــــ مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۶)

یہ تو ہوئی روح کی بات، لیکن اللہ! تُو نے بدن بھی تو بنایا، اب ان کے بدن کا بھی تو انتظام کر، فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ۝ یہ بدن کے تقاضوں کی دعا ہے۔ اسلام دونوں تقاضے چاہتا ہے۔ اسلام نہیں چاہتا کہ بدن کو چھوڑ دو۔ لَا رُھْبَانِیَّةَ فِی الْاِسْلَامِ ـــــ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ، اے میرے اللہ! لوگوں کے کچھ دل ادھر مائل کر دے کہ وہ درخواستیں دیں، رو رو کر بیت اللہ کو جائیں ـــــ یہ کس نے مائل کیا؟ اللہ نے مائل کیا۔ درخواستیں دیتے ہیں، روتے ہیں، پیدل چلتے ہیں۔

ہمارے ہاں، ہماری تاریخ میں ایسے بڑے واقعات ہیں کہ لوگ پیدل گئے حج کو۔ پہلے مؤرخین اور محدثین جو گذرے ہیں اُن کے حالات میں میں نے خود پڑھا ہے۔ انہوں نے ستر ستر حج کئے اور پیدل کئے۔ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ جو ان کی طرف جھکیں، جب بیت اللہ کو آئیں گے، بیت اللہ کی زیارت کو آئیں گے، تو ان کی مدد بھی تو ہو جائے گی۔ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ، اور میرے اللہ! یہ وادی تو غیرِ ذی زرع ہے ـــــ سبحان اللہ! نبیؑ کی دعا ہے ان کا کلام ہے۔ وادی تو غیر ذی زرع ہے۔ یہ میں جانتا ہوں، پانی نہیں ہے، کنوآں نہیں ہے، نہر نہیں ہے، اور مانگتا میں تجھ سے کیا ہوں؟ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ، ان کو پھل دے، جو پانی کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا ـــــ چنانچہ جن دوستوں نے حج کیا ہے، اب تو ہوائی جہاز چل گئے پہلے حاجیوں کے سفرنامے پڑھیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ بیت اللہ شریف میں دنیا کا پھل ملتا ہے۔ اب تو ہوائی جہازوں کے ذریعے آتا ہے، روزانہ تازہ پھل آتے ہیں۔ آج سے سو سال پہلے کسی حاجی کا سفرنامہ پڑھیں۔ وہ بھی لکھتا ہے کہ تعجب کی بات ہے۔ بیت اللہ شریف میں اور مکہ مکرّمہ میں دنیا بھر کے پھل ملتے ہیں۔

انسان پر جو خداوندِ قدّوس کی نعمتیں ہیں ان کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ نعمت ہے جس کا تعلق انسان کے بدن کے ساتھ ہے۔ بدن والی نعمتیں پھر دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو ہمیں نظر آتی ہیں اور ایک وہ جو ہمیں نظر نہیں آتیں ـــــ اور جو ہمیں نظر آتی ہیں ان کی پھر دو قسمیں ہیں، کچھ میں ہمارا دخل ہے۔ گندم کا آٹا بنانے میں میرا آپ کا دخل ہے۔ پھر اس آٹے کو جناب گوندھیں گے، پھر توے پر پکے، پھر اللہ کو منظور ہوا تو منہ کے اندر لقمہ جائے گا۔ یہاں میرے اور آپ کے ہاتھ کو کچھ دخل ہے، یہ بھی من جانب اللہ توفیق کے ساتھ ـــــ اور کچھ اللہ تعالےٰ نے ہمارے رزق کے اسباب ایسے بنائے جہاں اللہ تعالیٰ کا دخل ہے، بندے کا کوئی دخل نہیں ہے۔ جیسے پھل ہوئے۔ اللہ کا نظامِ تربیت بھی عجیب ہے کہ جب بندہ خود کسی عمل کے قابل نہیں ہوتا تو قدرتِ خداوندی خصوصی توجّہ کرتی ہے۔ بھائی! دو سال کا بچّہ کسی فیکٹری میں آپ ملازم رکھ لیں گے؟ تو اس لئے فرمایا وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ (البقرہ ۲۳۳) وہاں فرمایا کہ یہ بچّہ اپنا رزق نہیں پیدا کر سکتا اس لئے ماں کے ذمّے لازم ہے کہ اولاد کو دو سال دُودھ پلائے ـــــ تو دیکھا بچہ جب کام کے قابل نہیں تو روٹی کہاں سے دلوا دی؟ ـــــ دُودھ دلوا دیا ـــــ ماں کے دل میں محبت پیدا کر دی۔ ہم سب کو ماؤں نے پالا۔ جن کی مائیں زندہ ہیں، ان کا ادب کیا کریں، جن کی مر چکی ہیں ان کی قبروں پر جا کر فاتحہ پڑھا کریں۔ حضورؐ فرماتے ہیں جو آدمی اپنے ماں باپ کی قبر پر جمعے کو آتا ہے اللہ ایک ہفتے کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (صحیح حدیث ہے) یعنی ماں باپ کی قبر سے بھی دعائیں نکلتی ہیں۔ ہم اس عقیدے کو مانتے ہیں، جو نہیں مانتا نہ مانے۔ ماں باپ کی قبر سے بھی دعائیں اولاد کے لئے نکلتی ہیں۔ پھر وہ ماں جس نے بڑی شفقت سے مجھے آپ کو پالا ہے ـــــ کتنا پیار کرتی ہے ماں؟ بچّے کا بدن گرد و غبار کے ساتھ میلا کچیلا ہوتا ہے، ماں اس کو گود میں لے لیتی ہے، اپنے کپڑوں کو خراب کرتی ہے، اپنے وقت کو ضائع کرتی ہے، بچّے کو پالتی ہے امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم ہے کہ جنّت ماں کے قدموں میں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں، اگر ماں باپ ناراض ہیں، کچھ بھی نہیں ملتا اور ماں باپ راضی ہیں، پھولوں کا ہار ہے۔ اللہ مجھے آپ کو توفیق عطا فرمائے اگر ہمارے ماں باپ زندہ ہیں تو ہم ان کی خدمت کریں، اگر وہ دنیا سے جا چکے ہیں تو ہم ان کی مغفرت کے لئے دعائیں مانگیں اور ایصالِ ثواب کے لئے صدقات دیں۔

ایک صحابی کا واقعہ لکھا ہے ـــــ وہ تشریف لے جا رہے تھے کسی اپنے تبلیغی سفر پر، انہوں نے دیکھا کہ ایک کھجور ہے اس کے اوپر پتے وتے کچھ نہیں تھے ـــــ آپؓ نے دیکھا کہ ایک چڑیا آتی ہے اور اس میں اُتر کر پھر نکل جاتی ہے اور اس چڑیا کے منہ میں کچھ دانہ انگور سا معلوم ہوتا ہے، کہیں سے توڑ کر لاتی ہے، پھر چلی جاتی ہے تو انہوں نے کہا یہ کیا بات ہے؟ اس

(باقی صـ پر)

محمد شفیع عمر الدین ، ھٹہ

ظلم — ایک تباہی

ظلم کیا ہے؟ — اور ظالموں کے لئے وعید

① شرک کرنا سب سے بڑا ظلم ہے

وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (لقمٰن ۱۳)

ترجمہ: اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔

مشرک کے سب اعمال برباد ہیں

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (الزمر آیت ۶۵)

ترجمہ: اور بے شک آپ کی طرف اور ان کی طرف وحی کیا جا چکا ہے جو آپ سے پہلے گذرے ہیں کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگے۔

مشرک بدترین مخلوق ہیں اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ (البینہ آیت ۶)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اہل کتاب میں سے منکر ہوئے اور مشرکین، وہ دوزخ کی آگ میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے یہی لوگ بدترین مخلوقات ہیں۔

شرک کے بارے میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب تعلیم الاسلام کے حصہ چہارم میں فرماتے ہیں:۔

"شرک اسے کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی ذات یا صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا۔

ذات میں شریک کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ دو تین خدا ماننے لگے۔ جیسے عیسائی کہ تین خدا ماننے کی وجہ سے مشرک ہوئے اور جیسے ہندو کہ بہت سے خدا مان کر مشرک ہوئے ہیں۔

خدا کی صفات کی طرح کسی دوسرے کے لئے کوئی صفت ثابت کرنا شرک ہے کیونکہ کسی مخلوق میں خواہ وہ فرشتہ ہو یا نبی یا ولی یا شہید ہو یا پیر ہو یا امام ہو۔ خدا تعالےٰ کی طرح کوئی صفت نہیں ہو سکتی۔

شرک فی الصفات کی بہت سی قسمیں ہیں — یہاں پر ہم چند قسموں کا ذکر کئے دیتے ہیں:۔

۱۔ شرک فی القدرت یعنی خدا تعالےٰ کی طرح صفت قدرت کسی دوسرے کے لئے ثابت کرنا۔ مثلاً یہ سمجھنا کہ فلاں پیغمبر یا ولی یا شہید وغیرہ پانی برسا سکتے ہیں یا مارنا جلانا ان کے قبضے میں ہے۔ یا کسی نفع اور نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں۔ یہ تمام باتیں شرک ہیں۔

۲۔ شرک فی العلم یعنی خدا کی طرح کسی دوسرے کے لئے ثابت کرنا۔ مثلاً یہ سمجھنا کہ خدا تعالےٰ کی طرح فلاں پیغمبر یا ولی وغیرہ علم غیب جانتے تھے یا خدا کی طرح ذرہ ذرہ کا انہیں علم ہے یا ہمارے تمام حالات سے واقف ہیں یا دور و نزدیک چیزوں کی خبر رکھتے ہیں یہ سب شرک فی العلم ہے۔

۳۔ شرک فی السمع والبصر یعنی خدا تعالےٰ کی صفت سمع یا بصر میں کسی دوسرے کو شریک کرنا۔ مثلاً اعتقاد رکھنا کہ فلاں پیغمبر یا ولی ہماری تمام باتوں کو دور و نزدیک سے سن لیتے ہیں یا ہمارے کاموں کو ہر جگہ سے دیکھ لیتے ہیں۔

۴۔ شرک فی الحکم یعنی خدا تعالےٰ کی طرح کسی اور کو حاکم سمجھنا اور اس کے حکم کو خدا کے حکم کی طرح ماننا۔ مثلاً پیر صاحب نے حکم دیا کہ یہ وظیفہ نماز عصر سے پہلے پڑھا کرو تو اس کی تعمیل اس طرح ضروری سمجھے کہ وظیفہ پورا کرنے کی وجہ سے عصر کا وقت مکروہ ہو جانے کی پرواہ نہ کرے۔ یہ بھی شرک ہے۔

۵۔ شرک فی العبادت یعنی اللہ تعالےٰ کی طرح کسی دوسرے کو عبادت کا مستحق سمجھنا۔ مثلاً کسی قبر یا پیر کو سجدہ کرنا یا کسی کے لئے رکوع کرنا یا کسی پیر، پیغمبر، ولی، امام کے نام کا روزہ رکھنا یا کسی کی نذر اور منت ماننا یا کسی قبر یا گھر کا خانہ کعبہ کی طرح طواف کرنا وغیرہ یہ سب شرک فی العبادت ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی افعال شرکیہ ہیں۔ بہت سے افعال ایسے ہیں کہ ان میں شرک کی لگاوٹ ہے۔ ان تمام کاموں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ وہ کام یہ ہیں:۔ نجومیوں سے غیب کی خبریں پوچھنا، پنڈت کو ہاتھ دکھلانا، کسی سے فال کھلوانا، چیچک یا کسی اور بیماری کی چھوت کرنا اور سمجھنا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے، تعزیہ بنانا، علم چڑھانا، قبروں پر چڑھاوا چڑھانا، نذر نیاز گذارنا، خدا تعالےٰ کے سوا کسی کے نام کی قسم کھانا، تصویریں بنانا یا تصویروں کی تعظیم کرنا، کسی پیر یا ولی کو حاجت روا، مشکل کشا کہہ کر پکارنا، کسی پیر کے نام کی سر پہ چوٹی

رکھنا یا محرم میں اماموں کے نام کا فقیر بننا، قبروں پر میلہ لگانا وغیرہ۔

۲ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے والے ظالم ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے حضرات انبیاء و رسول علیہم السلام مبعوث ہوئے ان سب کا ایک مشترکہ مشن تھا کہ اللہ تعالےٰ کے سب بندے صرف اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک لہٗ کی عبادت کریں:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ (الانبیاء ۲۵)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں سو میری عبادت کرو۔

مثلاً:۔

حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کو فرماتے ہیں:۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط (ہود ۵۰)

ترجمہ: اے قوم! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی حاکم نہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام بھی یہی تعلیم دیتے ہیں:۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط (ہود آیت ۶۱)

ترجمہ: اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام بھی قوم کو توحید کی طرف بلاتے ہیں:۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط (ہود ۸۴)

ترجمہ: اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

مگر سابقہ اقوام کے کفار نے انبیاء علیہم السلام کا انکار کیا۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ڛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ڛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ط جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ (ابراہیم ۹)

ترجمہ: کیا نہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد ہوئے اللہ کے سوا جنہیں کوئی نہیں جانتا۔ ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر آئے۔ پھر انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے موہنوں میں لوٹائے اور کہا ہم نہیں مانتے جو تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے۔ اور جس دین کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہمیں تو اس میں بڑا شک ہے۔

کفار کی دھمکی

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ط (ابراہیم ۱۳)

ترجمہ: اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یا ہمارے دین میں لوٹ آؤ۔

(ف) بس، اب دو باتوں میں سے ایک بات ہو کر رہے گی۔ یا تم (بعثت سے پہلے کی طرح) چپ چاپ ہم میں رل مل کر رہو گے اور جن کو تم نے بہکایا ہے وہ سب ہمارے دین میں واپس آجائیں گے۔ ورنہ تم کو ملک بدر اور جلاوطن کیا جائے گا۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے یہ مخالف ظالم کہلائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ظالم برباد ہوں گے۔

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (ابراہیم ۱۳)

ترجمہ: تب انہیں ان کے رب نے حکم بھیجا کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کریں گے۔

لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی کر کے اپنے نفسوں پر ظلم نہ کریں بلکہ پوری کوشش کے ساتھ آپ کی تابعداری کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بنیں۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (النور آیت ۵۶)

ترجمہ: اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاشیہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح

"احکام بدنیہ (صلوٰۃ) اور مالیہ (زکوٰۃ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اطاعت کرو تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو"۔

۳ کتاب اللہ پر عمل نہ کرنے والا ظالم ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الجمعہ آیت ۵)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جنہیں تورات اٹھوائی گئی تھی پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے۔ ان لوگوں کی بہت بری مثال ہے جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

حاصل یہ نکلا کہ "یہود تورات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ظالم ٹھہرے"۔ —— اب ہر ایک مسلمان کو چاہیئے وہ سوچے کہ اگر وہ قرآن کریم اور اس کی عملی شرح حدیث شریف کے احکام پر عمل نہ کرے گا تو کیا وہ ظالم نہ ہوگا؟ اور کیا وہ نقصان سے ہمکنار نہ ہوگا!

اللہ تعالےٰ کا حکم غور سے سنیئے:۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝ (الجن۔ آیت ۲۳)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ سدا رہے گا۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

۴ موالات کفار ظلم ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ژ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ط وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (المائدہ آیت ۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

حاشیہ: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح

"یہود اور نصاریٰ سے دوستانہ تعلقات منقطع کر دو ورنہ اختلاط سے ان کے عادات و اخلاق تم میں سرایت کر جائیں گے اور تم بھی گمرہ جاؤ گے۔"

۲۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (توبہ ۲۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے باپوں اور بھائیوں سے دوستی نہ رکھو، اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں۔

۵ مسجدوں کی ویرانی کرنے والے ظالم ہیں

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓىٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآىٕفِیْنَ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (البقرہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جس نے اللہ کی مسجدوں میں نام لینے کی ممانعت کر دی اور ان کے ویران کرنے کی کوشش کی ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے دنیا میں بھی سخت ذلت ہے اور ان کے لئے آخرت میں بھی بہت بڑا عذاب ہے۔

۶ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک بنانے والے اور اس کی آخری کتاب

قرآن کریم کو جھٹلانے والے ظالم ہیں

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ۝ (الزمر آیت ۳۲)

ترجمہ: پھر ان سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور سچی بات کو جھٹلایا جب ان کے پاس آئی، کیا دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے؟

(ف) اس شخص سے زیادہ بے انصاف (اور ناحق پرست) کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ (یعنی خدا کی نسبت یوں کہے کہ وہ صاحب شریک ہے) اور سچی بات کو (یعنی قرآن کو) جب کہ وہ اس کے پاس (رسول کے ذریعے سے) پہنچی جھٹلا دے۔ (سو ایسے شخص کا اظلم ہونا بھی ظاہر ہے اور اظلم کا مستحق عقوبت اعظم ہونا بھی ظاہر ہے اور عقوبت اعظم جہنم ہے) (بیان القرآن)

۷ بدلہ لینے میں زیادتی کرنا ظلم ہے

وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (الشوریٰ آیت ۴۲)

ترجمہ: اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پس جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، بیشک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

(ف) ایسے منصف ہیں کہ جب ان پر (کسی طرف سے کچھ) ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ (اگر بدلہ لیتے ہیں تو) برابر کا بدلہ لیتے ہیں۔ (زیادتی نہیں کرتے اور یہ مطلب نہیں معاف نہیں کرتے) اور (برابر کا بدلہ لینے کے لئے ہم نے یہ اجازت دے رکھی ہے کہ) برائی کا بدلہ برائی ہے ویسی ہی (بشرطیکہ فی نفسہٖ معصیت نہ ہو) پھر (بعد اجازت انتقام کے) جو شخص معاف کر دے اور (باہمی معاملہ کی) اصلاح کر لے (جس سے عداوت جاتی رہے اور دوستی ہو جائے کہ یہ معافی سے بڑھ کر

بقیہ: درس قرآن

کے اندر کیا ہے؟ وہ جب قریب ہوتے ہیں، دیکھا، اندر ایک سانپ ہے، جو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اندھا ہے۔ اب کھجور کے تنے ہیں کس نے سانپ پیدا کیا؟ اللہ ہی نے پیدا کیا اور اللہ نے چڑیا کو حکم دیا۔ یہ سب اللہ کا حکم مانتے ہیں۔ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (بنی اسرائیل ۴۴) اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اے انسانو! دنیا کی ہر چیز میری تسبیح کرتی ہے، ساری کائنات اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تہلیل پڑھتی ہے۔ کاش کسی کے کان حضرت لاہوری رح جیسے ہوں تو وہ سن بھی سکتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے ——

تو وہ سانپ جو اس تنے میں پڑا ہے، اس کو اللہ تعالےٰ نے کس طرح پالا؟ چڑیا کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس کے منہ میں تم انگور جیسی چیز پہنچا دو —— سانپ، پھر اندھا سانپ —— اور چڑیا اس کو پالے۔ اس میں تعجب کی بات تو بظاہر ہے ہی، لیکن ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (حم سجدہ ۹) وہ ساری کائنات کو پالنے والا ہے لنگڑے کو بھی روٹی دے دیتا ہے۔ ہر انسان کو، ہر مخلوق کو اس کے مزاج کے مطابق رزق پہنچاتا ہے۔

تو فرمایا۔ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اے میرے اللہ! اس میری اولاد کو تو پھلوں سے رزق دے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جن کی ملت پر ہم سب ہیں، ان کی دعا میں دو باتیں ہیں۔ ایک رزق۔ روح کی تربیت کے لئے۔ اور وہ رزق کون سا ہے؟ نماز۔ اور ایک رزق ہے بدن کی تربیت کے لئے —— اور وہ کیا ہے؟ ثمرات۔

تو اس سورت نحل میں اللہ تعالیٰ نے دو نعمتیں بیان فرمائی ہیں جن کا تعلق میرے آپ کے بدن کے ساتھ ہے اور وہ ایسی محسوس نعمتیں ہیں جو مجھے، آپ کو، سب کو نظر آتی ہیں

(باقی ص۱۳ پر)

مولانا رشید احمد میاں چنوں

مولانا محمد ابراہیم رح کے حالاتِ زندگی

مغربی پاکستان کی معروف دینی شخصیت اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری (میاں چنوں) کا ۹ ستمبر ۱۹۷۰ء مطابق ۷ رجب ۱۳۹۰ھ کو میاں چنوں ضلع ملتان میں انتقال ہو گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ کے فرزند مولانا رشید احمد صاحب میاں چنوں نے آپ کی زندگی کے مختصر حالات تحریر فرمائے ہیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا بیشتر حصہ اسلام کی تبلیغ و تدریس اور لوگوں کی روحانی اور باطنی اصلاح میں گذرا ہے۔ اس لئے عوام کے استفادہ کے لئے مولانا کے گرانقدر احوال زندگی خدام الدین میں شائع کئے جا رہے ہیں۔

(ادارہ)

آپ کا اسم گرامی: مولوی محمد ابراہیم بن پیر محمد سند دارالعلوم دیوبند میں درج ہے لیکن زرعی کاغذات میں آپ کا نام محمد ابراہیم ولد پیرا ہے۔ آپ کا آبائی گاؤں سلیم پور سدھواں ضلع لدھیانہ ہے۔ لیکن آپ کی پیدائش بلندا تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں ہوئی۔ ابتدائی پرائمری تعلیم بلندا اور اس کے نواح میں حضرت مولانا محمد صاحب ساکن کوٹ بادل خاں ضلع جالندھر سے حاصل کی۔ آغاز جوانی میں متوسط اور اعلیٰ تعلیم کے لئے مرکز العلوم دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ جہاں شہر کی جامع مسجد میں سکونت اختیار کی۔ خوراک کا انتظام اہل محلہ سے متعلق تھا۔ وہیں پر تمام علوم و فنون سے فراغت پا کر سند فضیلت حاصل کی۔ جس پر کہ ۱۸/ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ تاریخ درج ہے اور مدرسین کی حیثیت سے حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہند۔ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب حضرت مولانا محمد حسن صاحب حضرت مولانا گل محمد خاں صاحب اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب حضرت مولانا محمد مسئول صاحب وغیرہم کے دستخط ہیں۔ اور بطور اراکین مدرسہ حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم مدرسہ دارالعلوم دیوبند۔ مولانا احمد حسن صاحب امروہی۔ مولانا محمد مسعود صاحب۔ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا عبد الرحیم صاحب کے دستخط ہیں۔ مولانا کے ہم سبق ساتھیوں میں مولانا محمد ابراہیم بلیاوی مرحوم سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند۔ مولانا مبارک علی شاہ صاحب مرحوم نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قال اقول مولانا عبد السمیع صاحب سے پڑھی ہے۔ دارالعلوم سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً چھ ماہ مادرِ علمی دارالعلوم میں بطور مدرس کام کیا۔ وہاں سے بھاگل پور جا کر تقریباً دو سال مدرسی کرتے رہے۔ پھر وہاں سے آ کر تقریباً چودہ برس قصبہ دھرمکوٹ ضلع فیروزپور میں بطور صدر مدرس کام کیا۔ وہیں سے جولائی ۱۹۲۳ء میں سفر حج و زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ تمام سفر حج اونٹوں پر سرانجام پایا۔ دھرمکوٹ میں کمبوہ برادری سے گہرے مراسم تھے۔ انہیں میں سے جناب منشی فتح دین صاحب مرحوم مدرسہ کے مہتمم تھے۔ دھرمکوٹ سے فارغ ہو کر جگراؤں ضلع لدھیانہ میں منتقل ہو گئے۔ جہاں گوجر برادری کے تعاون سے ایک متوسط درجے کے بہترین مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ گوجر برادری کے سربراہ اس وقت چوہدری بیوا صاحب تھے جو آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے رہے۔ یہ مدرسہ قیام پاکستان تک اعلیٰ پیمانہ پر قائم رہا۔ اور اس سے ہزاروں طلباء نے موقوف علیہ دورہ تک کی تعلیم حاصل کی۔ دھرمکوٹ کے زمانہ میں جن طلبا نے آپ سے استفاضہ کیا ان میں سے مولانا محمد عبد اللہ صاحب دھرمکوٹی مرحوم خلیفہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد عبد اللہ صاحب سلیم پوری مرحوم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں۔ مولانا عبد الحکیم صاحب لدھیانوی۔ مولانا عبد العزیز صاحب زراعتی فارم ساہیوال خلیفہ حضرت مولانا منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ممتاز ہیں۔ ان کے علاوہ جگراؤں کے قیام کے دوران ہزارہا طلبا نے آپ سے استفاضہ کیا جو اس وقت ملک کے مختلف شہروں میں تدریس و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد آپ جگراؤں سے ہجرت کر کے میاں چنوں ضلع ملتان چلے آئے۔ اور پھر تا وفات یہیں قیام کیا۔ میاں چنوں میں آ کر بھی آپ نے اپنی روایات کے مطابق ایک دینی مدرسہ قائم کیا جو الحمد للہ اب تک قائم ہے۔ اور علاقہ کی دینی اور علمی ضرورتیں پوری کر رہا ہے۔

آپ کی وفات ۹ ستمبر ۱۹۷۰ء مطابق ۷ رجب المرجب ۱۳۹۰ھ صبح ۲½ بجے ہوئی۔ جبکہ آپ نماز تہجد کے لئے استنجا اور وضو سے فارغ ہو کر معمول کے مطابق اپنا وظیفہ صبحگاہی پڑھنے کے لئے چارپائی پر بیٹھے تھے۔ کہ اچانک اختلاجِ قلب کا شدید دورہ پڑا اور آپ چارپائی سے نیچے گر پڑے۔ جس سے چہرہ پر معمولی زخم بھی آیا۔ میں نے دوڑ کر آپ کو سنبھالا اور چارپائی پر لٹا دیا۔ چند ہی منٹ بعد آپ کی روح قفس عنصری سے آزاد ہو کر خالقِ کائنات کے پاس پہنچ گئی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ و رحمۃ واسعۃ

وفات کی خبر ٹیلیفون اخبار اور ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ مشتہر کر دی گئی۔ چنانچہ نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے عقیدت مند پنڈی مری لاہور لائل پور گوجرہ ٹوبہ ملتان ساہیوال چیچہ وطنی خانیوال بہاولپور وغیرہ سے ہزاروں کی تعداد میں پہنچ گئے۔ نماز جنازہ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب ساہیوال والوں نے پڑھائی۔ ایک عام اندازے کے مطابق تقریباً پچیس ہزار سے زائد افراد نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی جنازہ کے بعد آپ کو آپ ہی کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے جدید حصہ کی چار دیواری کے اندر دفن کر دیا گیا جہاں آپ اس وقت ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اللھم اغفرہ ورحمہ وادخلہ جنتک بغیر حساب، آپ کے خادم خصوصی حافظ محمد حنیف صاحب نے بیان کیا کہ وفات سے سات آٹھ روز قبل آپ نے خصوصیت کے ساتھ مجھے بلا کر اپنا تازہ خواب سنایا فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک وسیع میدان ہے جسے میں ڈھڈھیاں شریف

سمجھ رہا ہوں وہاں ایک شخص نے آکر ہم سے مصافحہ کیا اور چلا گیا۔ بعد میں میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے اسے پہچانا تو تم نے جواب دیا کہ نہیں پھر میں نے بتلایا کہ یہ تو فرشتہ تھا جو ہم دونوں سے مصافحہ کرکے چلا گیا پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے آج ہی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی ہے۔ جو غالباً آپ کو سفرِ آخرت کا اشارہ تھا آپ کی پہلی بیعت سلوک حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے ہے۔ جس کے لئے آپ بزمانۂ طالب علمی دارالعلوم دیوبند سے پیدل چل کر گنگوہ شریف گئے تھے آپ فرماتے تھے کہ چونکہ عام طور پر حضرت گنگوہی طلبا کو بیعت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے میں نے دوسرے بیعت کنندگان میں چھپ کر بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ اس کے بعد صرف ایک دفعہ آپ کو حضرت گنگوہیؒ کی زیارت کا موقع ملا تھا۔ پھر حضرت کی وفات ہو گئی تھی۔ حضرت گنگوہیؒ کی وفات کے بعد آپ نے آپ کے خلیفہ حضرت حافظ محمد صالح صاحب جالندھری سے بیعت کی۔ ان کی وفات کے بعد پھر حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ سے بیعت کی۔ جن کی زیارت اور استفاضے کے لئے آپ تقریباً ہر رمضان المبارک میں تھانہ بھون جایا کرتے تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ نے آخری بیعت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پوری سے کی اور انہی سے آپ کو بیعت لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس اجازت کا واقعہ یوں پیش آیا کہ ایک شخص نے حضرت رائے پوری کو بیعت کے لئے عرض کیا۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب جگرانوی سے بیعت ہو جاؤ۔ اس پر آپ نے عرض کیا کہ مجھے تو بیعت لینے کی اجازت نہیں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم اجازت دیتے ہیں۔

بقیہ: ایمان اور اس کی شاخیں

کرکے دوسری نیکیوں کو بھی اس زمرے میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

نیکی چاہے کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو اسے حقیر نہیں جاننا چاہئے۔ کہ نہ جانے ایک مسلمان کی چھوٹی سی نیکی ہی روزِ محشر اس کی نجات کا سبب بن جائے۔

مذکورہ بالا حدیث شریف میں حیا کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے کہ یہ بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے کہ اگر اسے کاٹ دیا جائے تو کوئی بعید نہیں کہ سارا تنا ہی سوکھ جائے۔ جیسا کہ صحیح حدیث پاک میں وارد ہے کہ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت (جب تو حیادار نہ رہے تو پھر جو چاہے کر، کہ ساری نکو شرم اور غیرت کی ہے۔)

شرع میں حیا اس طبعی خاصہ کو کہتے ہیں کہ جو بدی سے دور رکھے اور نیکی کرنے میں کوتاہی نہ ہونے دے۔ شرعی نقطۂ نظر سے حیا صرف وہی ہے کہ جو خدا پاک کی خاطر ہو یعنی کہ انسان جلوت ہو یا خلوت، ہر حال میں جب بھی بدی کا خیال آئے تو خدا تعالیٰ سے حیا کرے اور یہ جان کر اس سے باز رہے کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد وارد ہے کہ ہر دین کا ایک جوہر ہوتا ہے۔ اسلام کا جوہر حیا ہے۔

حیاداری ہر مسلمان کی علامت ہے اور کفار سے حیاداری کی توقع بیکار ہے۔ جیسا کہ ایک صحابی اپنے ایک غیر مسلم رشتہ دار کو حیا کی تلقین فرما رہے تھے۔ نبیٔ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پاس سے گذر ہوا تو فرمایا۔ کہ "اسے حیا کی نصیحت کیوں کرتے ہو حیا تو مومنین کا خاصہ ہے"۔

نبیٔ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں کہ جو زندگی کے ہر موڑ پر ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث پاک میں مشرکین و ملحدین کی ایک مخصوص عادت کو بیان فرمایا گیا ہے۔ اگر ہم نے نبیٔ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات پر عمل کیا ہوتا اور ہر فیصلہ کرنے سے قبل آپؐ کے ارشادات کو مدِنظر رکھا ہوتا تو آج تک کفار و مشرکین کی مکارانہ چالوں سے ہمیں جو ضرر پہنچا ہے۔ اس کا سوال بھی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔

آج پھر ہم غیر مسلموں کی عیارانہ چالوں میں یوں پھنستے جا رہے ہیں کہ چھٹکارا محال ہے اور اس کی واضح مثال موجودہ معاشرہ ہے۔

ان تمام مصائب سے چھٹکارا نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مبارک ارشادات میں ہے اور اس وقت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامبر علماءِ حق ہیں۔ اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ ہم علماءِ عظام کی رہنمائی کو قبول کریں۔ اور علماءِ کرام کا بھی کہ وہ نبیٔ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لائے ہوئے پیغام کا بجا طور پر لوگوں تک پہنچائیں خدا ہم سب کا حامی و ناصر ہے۔

بقیہ ظلم - ایک تباہی

ہے) تو اس کا ثواب (حسب وعدہ) اللہ کے ذمے ہے (اور جو بدلہ لینے میں زیادتی کرنے لگے تو یہ سن رکھے کہ) واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔
(بیان القرآن)

بقیہ مسئلۂ قادیانیت

حضرات کے لیے بھی حصور کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ یہ اس شخص کی قرآن دانی کا نمونہ ہے جس کو اس کے امتی اس کا سب سے بڑا معجزہ کہتے ہیں۔

اسوۂ حسنہ رسول کریمؐ کی بے پایاں وسعتیں

پیغامِ نبوت کے بنیادی اصول و عناصر

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمدؐ طیب صاحب مدظلہ العالی کا بصیرت افروز خطاب

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان اور اس کا احاطہ نہ کسی ایک انسان کے بس کی بات ہے نہ کوئی ایک عمر بھی اس کے لیے کافی ہو سکتی ہے۔ مختصر الفاظ میں ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے خود یہ ارشاد فرمایا تھا کہ حضورؐ کی سیرت اگر ڈھونڈھنا چاہتے ہو تو وہ قرآن حکیم ہے۔ سرورِ دو عالمؐ اس دارِ فانی سے رخصت ہو چکے۔ لیکن اُن کا اسوۂ حسنہ قرآن حکیم کے روشن و تابناک نقوش کی شکل میں آج بھی موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ اب قرآن حکیم کی تفسیر، اس کے معانی و مطالب، اس کے مضامین و معارف کا ہی اندازہ کرنا ہو تو اس بحرِ بے کنار کی وسعتوں کو یوں محسوس کیجیے کہ چودہ سو برس کی مدت میں اصحاب علم و قلم نے بے اندازہ بے شمار کتابیں تصنیف کیں اور قرآن حکیم کے مطالب اور فنون پر اس قدر کام کیا ہے کہ حساب و کتاب میں اس کا احاطہ بھی ناممکن ہے۔ مسلمانوں کی چودہ سو برس کی تاریخ میں صرف قرآن و حدیث پر جتنا ذخیرہ تیار کیا گیا اس کا کیا ہی کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔ اندلس اور قرطبہ، بیروت و استنبول، قاہرہ و بغداد کے عظیم الشان کتب خانوں میں کتنا عظیم ذخیرہ قرآن و حدیث کے معارف و بیان پر محفوظ ہوا اور خود ہندوستان و پاکستان میں کلکتہ پٹنہ، دہلی، لاہور، لکھنؤ، علی گڑھ، بمبئی اور حیدر آباد، چپہ چپہ پر اسلاف کے علمی ذخیروں میں کتنا عظیم الشان سرمایہ صرف اسی عنوان پر جمع ہوتا رہا ہے اور آج تک جمع ہے۔ اس تمام سرمایہ اور ذخیرہ کو نظر میں رکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ چودہ سو برس کی مسلسل کاوشِ فکر و قلم کے بعد بھی قرآن حکیم کے معارف اور اسوۂ حسنہ کے فضائل و برکات انسانی فکر و ذہن کے احاطے میں نہیں آ سکے اور اس بحرِ بے کنار کی وسعتوں کا اندازہ آج بھی پورا نہیں کر سکتا۔

ایسے وسیع، بے پایاں اور لامحدود عنوان پر اگر کوئی عمرِ نوح بھی لے کر بیٹھے تو اس کے بیان کا حق کیسے ادا کر سکتا ہے اور کہاں تک اس کو سمیٹ سکتا ہے۔

پھر جب یہ ناممکن ہے تو ایک مقرر یا بیان کرنے والا اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے کہ سیرت پاک کے صرف بنیادی زریں اصول اور اس کے عناصر ترکیبی پر ہی کچھ کہے اور بیان کرے۔ ہم نے جہاں تک سوچا اور سمجھا ہے خود قرآن و حدیث کی روشنی میں سیرت پاک کے بنیادی عناصر یا اجزاء ترکیبی کی چار اہم ترین قدریں معلوم ہوتی ہیں (۱) علم و معرفت (۲) اعتدال اور میانہ روی (۳) جود و سخا اور (۴) عفو و کرم

اسوۂ حسنہ کی پوری تصویر اگر سامنے آتی ہے تو اس کی بنیاد علم و معرفت پر ہے۔ کسی رسم کی تقلید، کسی رواج کی اندھی تکمیل اور محض پرانی لکیروں سے وابستگی سے اسلامی دعوت کا کوئی تعلق نہیں۔ اسلام نے دنیا کے سامنے خود کو علم اور بصیرت کی راہوں سے پیش کیا ہے اور اس کی تمام تعلیم اور پورا پیغام بصیرت و معرفت کا خزانہ ہے۔ اس نے رسمی تقلید اور جاہلانہ پیروی کو صاف لفظوں میں رد کیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے کہ اسلام دنیا کے سامنے جو دعوت پیش کر رہا ہے۔ وہ سب سے پہلے انسانی فکر و نظر کی طالب ہے

علی بصیرۃ انا و من اتبعنی

والذین اذا ذکروا بآیات ربھم لم یخروا علیھا صما و عمیانا

دوسرے مذاہب کے برخلاف کسی غیر کو اگر اسلام کے دائرہ میں داخل کرنا ہو تو کچھ خاص رسوم یا کسی خاص شکل کو اپنا کر وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سب سے پہلے اُسے توحید الٰہی اور نبوت کا اقرار کرنا پڑے گا اور دل و دماغ سے ایک خالص علمی اور نظری اصول کو اپنانا ہو گا۔ اس کے لیے علم و فکر کی ضرورت ہے صرف جہالت کے ساتھ کسی رسم کو پورا کر لینے سے کام نہیں چل سکتا۔

دوسرا اہم عنصر جو اسلامی دعوت اور سیرت پاک کا خمیر ہے اعتدال اور میانہ روی ہے۔ اسلام درحقیقت اسی نظام حیات اور دستور العمل کا نام ہے جو زندگی کی ہر راہ میں ہر موڑ پر، ہر معاملہ میں افراط و تفریط سے بچ کر صحیح اعتدال کی راہ دکھاتا ہے۔ عبادات ہوں یا معاملات۔ قول ہو یا کردار۔ انفرادیت ہو یا اجتماعیت، جنگ ہو یا صلح۔ غرض ہر موقع پر سلامت روی اور توازن کی راہ ہے۔ اور اسوۂ حسنہ کے تابناک نقوش نے ہمیں عملی زندگی میں ان کے روشن نمونے دیئے ہیں۔ یہی توازن اور اعتدال وہ رہنمائی ہے جو اسلامی پیغام کا بنیادی ستون ہے۔

تیسرا نمایاں وصف جو ہمیں سرکار دو عالمؐ کی مثالی اور مبارک زندگی میں بہت صاف اور نکھرا ہوا نظر آتا ہے جود و سخا یا قلب و نظر اور فکر و ذہن کی وسعت و فراخی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بتاتے ہیں کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود من الریح المرسل

سرورِ دو عالم نہ صرف یہ کہ اپنے ہاتھ کے بہت کشادہ اور سخی تھے۔ بلکہ ہر گفتگو اور ہر معاملہ میں اُن کے دل و دماغ کی وسعت اور بڑائی صاف جھلکتی تھی۔ پوری سیرت مبارکہ میں ایک معمولی سے معمولی واقعہ نہیں مل سکتا، جہاں تنگ دلی یا تنگ نظری کی پرچھائیں بھی نظر آ سکے۔

چوتھی صفت عفو و بخشش ہے جو سیرت مقدسہ کے ہر صفحہ اور ہر سطر کا ایک روشن نشان ہے۔ انسانی زندگی کے مختلف مراحل میں سربلندی اور کامیابی حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر بخشش و درگزر کا جذبہ درمیان سے مفقود ہو جائے۔ اس کارخانۂ ہست و بود کو جو ستون اپنے سروں پر اٹھائے ہوئے ہیں اُن میں رحم و کرم کا مادہ

خود ایک مستقل ستون ہے اور اس وصف کا سب سے بڑا نشان اور سب سے مکمل نمونہ رحمۃ للعلمین سرکار دو عالم کی ذات اقدس تھی۔ واقعات اور مثالوں سے پوری سیرت پاک بھری پڑی ہے۔ مختصر لفظوں میں یہی چار اوصاف کمال ہیں جن کو اسوۂ رسول کے بنیادی اجزاء یا عناصر ترکیبی کہا جا سکتا ہے اور اُن کی ہی شرح و تفصیل ہے جو سیرت پاک کی شکل میں ایک بہترین نسخۂ ہدایت بن کر ہمارے سامنے آئی ہے۔ حضور نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں خود ارشاد فرمایا: ترکت فیکم ثقلین لن تضلوا ما تمسکتم بھما۔

میں دو ایسی وزنی حقیقتیں تمہارے لیے چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ (حوادث و تفکرات کے سیلاب و آندھیاں بھی) تمہیں صراط مستقیم سے نہ ہٹا سکیں گی جب تک تم ان کو مضبوط تھامے رہو گے۔ یعنی قرآن حکیم اور اُسوۂ حسنہ۔ دونوں حقیقتیں ہمارے درمیان باقی چھوڑی گئی ہیں۔ صرف اس لیے نہیں کہ ہم کبھی کبھی اُن کا ذکر کر لیا کریں یا سن لیا کریں۔ بلکہ مدعا یہ ہے کہ نہ صرف عقیدہ اور ایمان کی حد تک بلکہ اپنی پوری زندگی میں ان کو مضبوط تھامے رہیں۔ ان شفا بخش نسخوں کو استعمال میں لائیں اور اُن کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوں کہ یہی اُن کی صحیح قدر و قیمت اور سچی عقیدت مندی ہے۔

آہ! مولانا بہاری صاحب

حلقہ خدام الدین میں یہ خبر انتہائی رنج و غم کے ساتھ سنی جائے گی کہ مولانا سیف الدین صاحب بہاری مؤرخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۰ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے (انا للہ و انا الیہ راجعون)

مرحوم المغفور ۱۹۳۵ء میں حضرت شیخ التفسیر کے دورۂ قرآن میں شمولیت کی غرض سے بہار سے لاہور تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ مسجد میں اور اندرون شہر مختلف جگہوں پر درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا ہوا تھا۔ یہ سلسلہ آخری ایام تک جاری رہا۔ حتیٰ کہ بڑھاپے اور بیماری نے لاچار کر دیا۔ قارئین خدام الدین سے التماس ہے کہ بارگاہ رب العزت میں ان کی بلندئ درجات کے لیے دست بدعا رہیں۔ (منظور سعید احمد)

جامعہ مدنیہ میں تقریب ختم بخاری

۲۷ ستمبر بروز اتوار بعد نماز مغرب حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم مہتمم دارالعلوم دیوبند جامعہ مدنیہ لاہور میں بخاری شریف کا ختم کرائیں گے۔

اس متبرک مجلس میں شریک ہو کر ثواب حاصل کریں۔

سید حامد میاں غفرلہ

جامعہ مدنیہ، کریم پارک، لاہور

مجلس ذکر اور خطبہ جمعہ

مجلس ذکر ہر جمعرات کو بلاناغہ منعقد ہوتی ہے۔ حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت جب کبھی علیل ہو یا دیگر مصروفیات کے باعث وہ تشریف نہ لا سکیں تو حضرت مولانا حافظ حمیداللہ صاحب مدظلہ العالی ذکر کرا دیتے ہیں مگر وہ تقریر نہیں فرماتے۔ اس وجہ سے بعض پرچے مجلس ذکر کے عنوان سے خالی رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح خطبہ جمعہ بھی جامع شیرانوالہ میں حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی ہی ہر جمعہ کو ارشاد فرماتے ہیں مگر بے پناہ مصروفیات کے باعث خود قلمبند نہیں فرما سکتے۔ اللہ کرے ان کی تقریر ہر جمعہ کو بھی کوئی اللہ کا نیک بندہ قلمبند کر کے پیش کر دیا کرے۔

یہ اطلاع قارئین کرام کے لیے ضروری تھی تاکہ یہ اثر نہ لیا جائے کہ یہ دونوں عنوان پرچے سے اکثر غائب ہوتے ہیں تو شاید مجلس ذکر منعقد ہی نہیں ہوتی اور یہ کہ خطبہ جمعہ بھی حضرت مدظلہ ارشاد ہی نہیں فرماتے۔

العارض: محمد عثمان غنی بی اے

سانحۂ ارتحال

بابو عبدالرشید ارشد صاحب (قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ) کی والدہ ماجدہ مؤرخہ ۱۹ ستمبر ۷۰ء بروز ہفتہ نو بجے دن ریلوے کیرن ہسپتال میں انتقال فرما گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحومہ ایک عرصہ سے ضیق النفس کی مریضہ تھیں۔ بڑی نیک طبیعت اور پابند شریعت خاتون تھیں۔ قارئین خدام الدین سے التماس ہے کہ ان کے پس ماندگان کیلئے صبر جمیل اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ والسلام (منظور سعید احمد)

تعارف و تبصرہ

"ذکری الشاعرین"

ترجمہ و تشریح: از حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم۔ اے

قیمت ـــــ ۵۰ پیسے

ناشر: جمعیۃ قوت اسلام 'الممتاز'، کچہری روڈ، لاہور

یہ کتاب "شاعر نیل" حافظ ابراہیم مرحوم کے دو قصیدوں پر مشتمل ہے جن میں حافظ مرحوم نے نوجوان مسلمانوں کو اپنے دین اور دنیا کی قدیم بزرگی کو واپس لانے کے لیے برانگیختہ کیا ہے۔ حافظ کہتے ہیں: ترجمہ: ہم مسلمان ہیں، اللہ کے سوا کسی کے آگے نہیں جھکتے۔ ہم ان غازیوں کے سپوت ہیں جنہوں نے ملکوں کے ملک فتح کر ڈالے تھے۔ ہم نے ایک طویل مدت روئے زمین پر حکومت کی ہے اور ہمیشہ کے لیے اپنی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ ہم میں سے سیدنا عمر فاروق ؓ ہیں جن کے عدل و انصاف کو دیکھ کر لوگ کسریٰ نوشیرواں کے عدل کو بھول گئے۔ بلکہ تمام خلفائے راشدین کا زمانہ نہایت عدل و انصاف کا زمانہ تھا۔

یہ قصیدے بھی ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی کے نصاب میں داخل ہیں۔ قاری صاحب نے بڑی احتیاط سے ترجمہ و تشریح کی ہے۔ انداز تحریر بڑا دلچسپ ہے۔ عام مسلمانوں اور خصوصاً نوجوانوں کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

نام کتاب: **فلسفہ عید قربان**

مصنف: قاری فیوض الرحمٰن۔ ایم۔ اے

صفحات: ۲۲ قیمت ۲۰ پیسے

ناشر: جمعیۃ قوت اسلام 'الممتاز' کچہری روڈ۔ لاہور

عید قربان کی تاریخی حیثیت اور اس کے فلسفہ پر قاری صاحب کا ایک تحقیقی مقالہ ہے۔ جو انہوں نے نہایت محنت سے لکھا ہے۔ آخر میں قربانی کے ضروری مسائل بھی مختصر مگر جامع دیے گئے ہیں۔ اکابر علماء کرام نے اسے بے حد پسند فرمایا ہے۔ ہم اپنے قارئین کرام سے اسکے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں۔

پیر زکوڑی کے فرزند کے انتقال پر تعزیت

مولانا حمیداللہ جان نیازی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع بنوں نے ایک اخباری بیان میں حضرت صاحبزادہ مولانا عزیز اللہ جان پیر زکوڑی نقشبندی کے فرزند ارجمند عبدالصمد زکوڑی کی ناگہانی وفات پر دلی رنج کا اظہار کیا ہے۔ ضلعی جمعیۃ علماء اسلام کے اراکین ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے والدین۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔

منجانب مولوی محمد نواز ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام ضلع بنوں

بقیہ : شذرہ

جنت کی خوشخبری دی ہے، ان کی ذواتِ اقدس کی عیب جوئی سراسر گستاخی کے زمرہ میں آتی ہے۔ اس مضمون کے بعض مندرجات ہمارے نزدیک غلط ہیں اور اس غلطی پر ہم خداوندقدوس کے حضور عفو و معذرت کے خواستگار ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے اور ہمارے دلوں میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عقیدت و محبت پیدا فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

بقیہ : مجلس ذکر

اندازہ لگائیے قوم کی بے راہروی کا ؎

جو تھا ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

نصابِ تعلیم بھی مغرب سے درآمد کرتے ہیں اور تہذیب بھی انہی کی اپناتے ہیں۔ تو پھر اس کے نتائج بھی تو وہی ہوں گے۔ اب بھی یہ لوگ چاہتے ہیں کہ علماء پیچھے ہٹے رہیں اور انہی کے لئے ہی وقف رہیں صدارتیں، وزارتیں، تجارتیں، کالج اور سکول، نتیجہ وہی نکلے گا کہ جو بدبخت انگریز کی پالیسی تھی کہ ان لوگوں کو ایسا مسخ کر دو کہ ہندو ہندو نہ رہے، اور مسلمان مسلمان نہ رہے۔ انگریز تو چلا گیا لیکن آج تک قوم اسی ڈگر پہ قائم ہے۔

اللہ تعالےٰ سے صدق دل سے دعا ہے کہ وہ اس ملک میں دینِ اسلام کو نافذ کرنے کی ہر خاص و عام کو توفیق عطا فرمائے اور قوم کو اپنے صحیح اور مخلص رہنماؤں کی پہچان کی توفیق عطا فرمائے۔

نیا معاشرہ

محمد مقبول عالم
بی، اے

یہ حقیقت اب روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ ہمارا معاشرہ فکری انتشار اور بے راہروی کا شکار ہو چکا ہے اور اس کے اثرات ہمارے نظام معاشرت کی گہرائیوں تک پہنچ چکے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارا نظام تعلیم صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ اصلاح معاشرہ کی اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم ایک ایسا نظامِ تعلیم رائج کریں جو ہمارے اسلامی نظریۂ حیات سے ہم آہنگ ہو اور موجودہ سائنٹفک اور ٹیکنولوجیکل دَور کی ضرورتیں بھی پوری کرے۔

خوش قسمتی سے دَورِ حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ماضی قریب میں برعظیم پاک و ہند کے مفکر اعظم، حکیم الامت امام ولی اللہ دہلویؒ (۱۷۰۳-۱۷۶۲) نے کتاب و سنت اور خیر القرون کے عمل کی روشنی میں ایک ایسا واضح فکر و فلسفہ دیا ہے جس میں جامعیت کے ساتھ اسلامی نظریہ حیات پیش کیا گیا ہے۔ اس فکر کی تشریح ہمارے زمانے میں امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ (۱۸۷۲-۱۹۴۴) نے کردی ہے۔ اگر اس فکر و فلسفے اور اس تشریح کو اساس بنا لیا جائے تو ہمارے دَور کے تمام معاشی، معاشرتی سیاسی، اخلاقی اور روحانی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہمارا ملک پاکستان مضبوط و مستحکم بن کر "امامتِ اقوام" کا مقام بھی حاصل کر سکتا ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ ؎

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے دیکھا کہ ہماری نئی اور پرانی تعلیم گاہیں اس قسم کے نوجوان مہیا نہیں کر رہی ہیں۔ جن کی ہمیں ضرورت ہے۔ یعنی جو اسلام اور سائنس دونوں پہلوؤں پر حاوی ہوں، اس لیے انہوں نے ۱۵ مارچ ۱۹۴۴ء کو اپنی طرز کا ایک جامع کالج قائم کرنے کا پروگرام شائع کیا۔ جس میں علوم جدیدہ، علوم اسلامیہ اور حکمت ولی اللہ تینوں کی یکجا تعلیم دی جائے اور اس طرح ہر لحاظ سے جامع تعلیم و تربیت یافتہ نوجوان تیار کیے جائیں جو ملک میں اچھا معاشرہ اور اچھا نظام قائم کریں اور اسے چلا سکیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے "ولی اللہ سوسائٹی لاہور" کی بنیاد رکھی جو نشر و اشاعت، تعلیم و تدریس اور مثالی معاشرے کے قیام کے لیے کام کرے۔ چنانچہ یہ سوسائٹی اب تک حسبِ استطاعت لٹریچر کی اشاعت کا کام کرتی رہی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کچھ زمین بمقام فاروق نگر، ریلوے اسٹیشن مسن کالر، نزد شاہدرہ حاصل ہوگئی ہے جس پر سوسائٹی نے جامعہ عبیدیہ، ولی اللہ کالج و سکولز وغیرہ قائم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ یہاں ایک جامع مسجد بھی تعمیر کی جائے گی۔ ان درسگاہوں سے نوجوانوں کو جامع تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا جائے گا۔ کالجوں اور مدارس دینیہ کے فارغ شدہ حضرات کے لیے فکر ولی اللہی کی تدریس کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ اس طرح ملک کے سامنے ایک نئے اور جامع نظام تعلیم و تربیت کا تجربہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان ملکی و ملی مسائل کما حقہ سمجھیں اور نئے معاشرے اور نئے نظام کی تشکیل کریں۔

پاکستان کے اہل فکر و مخیر حضرات کا فرض ہے کہ وہ اس انقلابی اقدام میں ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) ۲۲۳- این، شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد لاہور کے ساتھ ہر ممکن معاونت فرمائیں۔

دعائے مغفرت

میرے بڑے بھائی سیف الدین صاحب انتقال کر گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم ایک نہایت ہی جاں نثار سماجی کارکن تھے۔ حضرتؒ کے خلفاء اور قارئین خدام الدین سے مرحوم کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کے بچوں کو دین کی سمجھ عطا فرمائے۔

(ظہور دین چوہدری، ظہور واچ کمپنی انار کلی لاہور)

جامع المعقول والمنقول شمس العلماء زبدۃ العرفاء حضرت العلامہ شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ شیخ التفسیر

جامعہ اسلامیہ بہاولپور کا ارشاد گرامی

"آج مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۶۷ء کو میں نے انجمن خدام الدین کے شعبہ ہائے خدمت کا معائنہ کیا ہے اور اس کے ناظم اعلیٰ مولانا احمد عبدالرحمان صاحب صدیقی سے زبانی کوائف بھی معلوم ہوئے اور ان رسائل کو بھی دیکھا جو انجمن مذکور نے احیاء دین کے سلسلے میں شائع کئے ہیں۔ ان سب امور پر نظر رکھتے ہوئے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انجمن کے ناظم اعلیٰ اراکین و معاونین میں خدمت دین کی ایک خاص تڑپ اور ولولہ موجود ہے۔ اور بحیثیت مجموعی ان میں رضاء الٰہی اور خدمت دین کا صحیح جذبہ کارفرما ہے۔ ان کے کام کا پروگرام وسیع ہے۔ طلبا کالج وغیرہ کو درس قرآن بھی دیتے ہیں اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث کی ہدایات کے مطابق صحیح راہ عمل پر گامزن ہیں۔ وسعت دائرہ کار کے پیش نظر انجمن مالی اعانت کی محتاج ہے مجھے امید ہے کہ اس شمع ہدایت کو زندہ رکھنے کی طرف اہل خیر خصوصی توجہ مبذول کر کے اپنے سرمایہ کو ابدی شکل میں تبدیل کر دیں گے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ یہ انجمن روز افزوں ترقی کرے۔ آمین

(شمس الحق افغانی)

نوٹ: (۱) انجمن ہذا کو دیئے جانے والے عطیات کو حکومت پاکستان نے انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

(۲) انجمن ہذا اس وقت تک تقریباً دو ہزار روپے کی مقروض ہے۔ اس لیے تمام مسلمانوں سے عطیات اور زکوٰۃ کی بھرپور امداد کی درخواست ہے۔

(۳) ہر سال چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے حسابات آڈٹ کرائے جاتے ہیں۔

پتہ: (مولانا) احمد عبدالرحمان صدیقی ناظم اعلیٰ انجمن خدام الدین رجسٹرڈ۔ نوشہرہ صدر۔ ضلع پشاور

بذل المجہود شرح ابوداؤد شریف

یہ کتاب مکمل ۵ جلدوں میں طبع ہو رہی ہے۔ جلد اول طبع ہو گئی ہے۔ آرڈر عنایت فرمائیں

بذل المجہود جلد اول قسم اعلیٰ -/۳۵ کوثر النبی ۲/۵۰

" " خاص -/۴۰ صرف گھوڑی ۳/۵۰

ہر ایک کا نمونہ اور فہرست مفت طلب کریں۔

مکتبہ قاسمیہ، سول ہسپتال، ملتان

۷۷۴۹

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔

اسلامی روح پرور بے بہا تحائف کی

پیش کش

ادارہ تحائف اسلامیہ ماہ رجب، شعبان اور رمضان کی آمد مسعود پر مندرجہ ذیل بارہ لاجواب دلکش تحائف کا تین ماہ کے لئے رعائتی اعلان کر رہا ہے۔

تحفہ شب معراج	-/۲	تحفہ اسم اعظم	-/۲
تحفہ شب برات	-/۱	تحفہ گنہگاراں	۱/۷۵
تحفہ رمضان حصہ اول	-/۱	قرآنی مقبول دعائیں	-/۶
" " دوم	-/۴	مرنے کے بعد کیا ہوگا؟	-/۶
تحفہ عید الفطر	۰/۵۰	اسلام کیا ہے؟	۳/۵۰
تحفہ اخلاق محمدی	۳/۵۰	میزان	۳۷/۷۵
تحفہ جہاد	۳/۵۰	رعائتی ہدیہ	-/۲۷
تحفہ درود و سلام	-/۳	نصف ہدیہ پیشگی	

درجن سے کم خریدار کیلئے ہر کتاب میں فی روپیہ ۲۵ پیسے رعایت نادار حضرات اور طلباء کیلئے ہر کتاب میں فی روپیہ ۵۰ پیسے رعایت آخری دونوں کتابوں میں کوئی رعایت نہیں۔ ڈاک خرچ بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

ادارہ تحائف اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

7742

ضروری اعلان

مدرسہ حنفیہ انوار القرآن منڈی واربرٹن کی رسید بک ۱۸ تا ۲۰ رسید نمبر ۱۷۰۱ تا ۲۰۰۰ گم ہو گئی ہیں اگر ان رسیدوں پر کوئی چندہ وصول کرنے والا مل جائے تو اسے حوالہ پولیس کریں۔ میرے مدرسہ کا کوئی سفیر نہیں چندہ بھیجنے والے حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

حسین علی مہتمم مدرسہ حنفیہ انوار القرآن منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ

اپیل

برادران اسلام! مدرسہ حنفیہ انوار القرآن منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ عرصہ چار سال سے شیخ اسلام حضرت مولانا عبیداللہ انور جانشین شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں قائم ہے جس میں بیرونی و مقامی طلباء قرآن پاک حفظ و ناظرہ اور درس نظامی کی تعلیم حاصل کرتے ہیں بیرونی مسافر طلباء کے خورد و نوش کا مدرسہ ہی ذمہ دار ہے اور مدرسہ ازحد مقروض ہے تمام مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ رجب، شعبان اور رمضان المبارک میں زکوٰۃ صدقات اور عطیات سے مدرسہ کے ساتھ تعاون فرمائیں تاکہ مدرسہ اپنے فرائض بخوبی سرانجام دے سکے۔

ترسیل زر کا پتہ: حسین علی مہتمم مدرسہ حنفیہ انوار القرآن منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ

(7789)

ضرورت رشتہ

ایک سیدہ لڑکی عمر اٹھارہ سال کے لئے جو نہایت شریف النفس، بلند اخلاق، قرآن و حدیث اور گھریلو امور سے واقف سلیقہ شعار، شریف الطبع، نیک سیرت نوجوان کا رشتہ مطلوب ہے نیز ایک حافظ قرآن ناری برسر روزگار کے لئے بھی نیک سیرت لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے۔

م۔ت۔ معرفت خدام الدین لاہور

(7800)

ایجنٹ حضرات متوجہ ہوں

جن حضرات کے ذمہ ہفت روزہ خدام الدین کے واجبات باقی ہیں۔ وہ بلا تاخیر ان کی ادائیگی کر دیں ورنہ آئندہ کسی شمارہ میں مجبوراً ان کے نام شائع کر دیئے جائیں گے۔ اور اگر یہ بھی کارگر نہ ہوا تو پھر قانونی چارہ جوئی کے لیے اقدام کیا جائیگا۔ فقط

منظور سعید احمد (مینجر)

بچوں کے لئے

اپنے علم پر عمل کرو

محمد شفیع عمرالدین ٹھٹھہ

آخرت میں فائدہ نہ دینے والا علم

الجامع الصغیر میں ہے :-

عِلْمٌ لَا یَنْفَعُ کَکَنْزٍ لَا یُنْفِقُ مِنْہُ -

ترجمہ : علم جو نفع نہ دے وہ اس خزانے کی مانند ہے جس سے خرچ نہ کیا جائے۔

(ف) علم سے نفع تب ممکن ہے جب اس پر عمل کیا جائے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ نہایت شوق اور رغبت کے ساتھ دین کا علم حاصل کرتے رہیں اور اس پر عمل کرنے میں بھی کوشاں رہیں

عالم بے عمل کی دوسری مثال

الجمعہ - آیت ۵

ترجمہ : ان لوگوں کی مثال جنہیں تورات اٹھوائی گئی تھی پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے۔ ان لوگوں کی بہت بری مثال ہے جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی رح

" یعنی یہود پر " تورات " کا بوجھ رکھا گیا تھا۔ اور وہ اس کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے تھے لیکن انہوں نے اس کی تعلیمات و ہدایات کی کچھ پرواہ نہ کی۔ نہ اس کو محفوظ رکھا۔ نہ دل میں جگہ دی، نہ اس پر عمل کر کے اللہ کے فضل و انعام سے بہرہ ور ہوئے۔ بلاشبہ تورات جس کے یہ لوگ حامل بنائے گئے تھے۔ حکمت و ہدایت کا ایک ربانی خزینہ تھا مگر جب اس سے منتفع نہ ہوئے تو وہ ہی مثال ہو گئی۔

نہ محقق بود نہ دانشمند
چارپائے بر و کتابے چند

ایک گدھے پر علم و حکمت کی پچاسوں کتابیں لاد دو۔ اس کو بوجھ میں دبنے کے سوا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ تو صرف ہری گھاس کی تلاش میں ہے۔ اس بات سے کچھ سروکار نہیں کہ پیٹھ پر لعل و جواہر لدے ہوتے ہیں یا خزف و سنگریزے۔ اگر محض اسی پر فخر کرنے لگے کہ دیکھو! میری پیٹھ پر کیسی کیسی عمدہ اور قیمتی کتابیں لدی ہوئی ہیں لہٰذا میں بڑا عالم اور معزز ہوں تو یہ اور زیادہ گدھا پن ہوگا۔

یعنی بُری قوم ہے وہ جس کی مثال یہ ہے۔ اللہ ہم کو پناہ میں رکھے "

قرآن کریم پڑھنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا خوب نفع والا سودا ہے۔

الفاطر - آیت ۲۹ - ۳۰)

ترجمہ : بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور پوشیدہ اور ظاہر اس میں سے خرچ کرتے ہیں جو ہم نے انہیں دیا ہے۔ وہ لوگ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں کہ اس میں خسارہ نہیں تاکہ اللہ انہیں ان کے اجر پورے دے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دے بیشک وہ بخشنے والا قدردان ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رح

۱۔ یعنی جو اللہ سے ڈر کر اس کی باتوں کو مانتے اور اس کی کتاب کو عقیدت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ نیز بدنی و مالی عبادات میں کوتاہی نہیں کرتے وہ حقیقت میں ایسے زبردست بیوپار کے امیدوار ہیں جس میں خسارے اور ٹوٹے کا کوئی احتمال نہیں۔ بلاشبہ جب خدا خود ان کے اعمال کا خریدار ہو تو اس امید میں یقیناً حق بجانب ہیں۔ نقصان کا اندیشہ کسی طرف سے نہیں ہو سکتا از سر تا پا نفع ہی نفع ہے

۲۔ یعنی بہت سے گناہ معاف فرماتا ہے اور تھوڑی سی طاعت کی قدر کرتا ہے اور ضابطہ سے جو ثواب ملنا چاہیئے بطور بخشش اس سے زیادہ دیتا ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَ عَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَّ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ حَالِ اَھْلِ النَّارِ۔ (حصن حصین)

ترجمہ : اے اللہ! تُو نے مجھے جو علم دیا ہے۔ اس سے مجھے نفع دے اور مجھے زیادہ علم عطا کر۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ہے اور میں دوزخ والوں کی حالت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (آمین)

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	..	۱۱
ششماہی	..	۶
"	..	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	۴۲
بحری جہاز		۱۵
ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
بحری	..	۱۱
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۷۳
بحری	۸۰	۲۲

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۳۱ مورخہ تین مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷ - ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹ /۶۷ - ۲ - ۹ DD مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۶۷ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ GM/۴۰ - ۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء